اسی(۸۰)منتخب احادیث پر مشتمل

غیر ملکیوں کے لیے حفظ حدیث کا

چوتھا انعامی مقابلہ (۱۴۳۶ھ)

اعداد

ڈاکٹر مرتضی بن عائش

ترجمہ

ابو اسعد قطب محمد الاثری

نظر ثانی

ذاکر حسین وراثت اللہ

اشراف: شعبۂ جالیات

اسلامک پروپیگنشن آفس، ربوہ، ریاض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمـــــد لله ﴿ٱلَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦۚ﴾[1] والصلاة والسلام على خـاتم النبـيين، نبيـنا محمـد، وعلـى آلـه وأصـحابه وأتباعه إلى يوم الدين؛ أما بعد:

اسلام دنیاوی واخروی سعادت مندی کا دین ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ فردی، خاندانی اور معاشرتی ودینی زندگی میں سعادت مندی کی راہوں کی نشاندہی کرتا ہے، اور جملہ انسانی معاشرے میں ظلم و سرکشی کو یکسر رد

---

(١) سورة الفتح، جزء من الآية ٢٨.

کرتا ہے، انسانی بد بختی کی جھلک جو ہم جگہ بہ جگہ دور حاضر میں مشاہدہ کر رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ صحیح اسلامی روح سے دوری اور کنارہ کشی ہے، اسی کے پیش نظر ہم تمام بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ بڑھ کر حقیقی معنوں میں اس دین عظیم کو اپنے گلے سے لگائیں، اور اسے حرز جان بنائیں جسے لیکر ہمارے نبیؐ رسول اللہ ﷺ جلوہ فگن ہوئے، لو یہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے منتخب گلدستہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، تاکہ مکمل صدق واخلاص کے ساتھ تعظیم اور محبت کے نذرانے پیش کرتے ہوئے آپ کی اتباع بجالائیں۔

قارئین کرام! سنت سے ہمارا کیا مقصد ہے؟ جواباً عرض ہے کہ سنت ہی حدیث رسول کا نام ہے، اور حدیث آپ ﷺ کے اقوال وافعال اور احوال کو کہتے ہیں، یا ہم یہ کہتے ہیں کہ سنت ہی حدیث ہے، اور وہ جس قول و فعل اور اقرار وصفت کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی جائے وہ حدیث کہلاتی ہے۔

احادیث سے مستنبط علمی فوائد مشہور عالم امام شرف الدین یحیی بن شرف نووی ،حافظ ابن حجر عسقلانی ،اور علامہ عبداللہ البسام کی کتابوں سے ماخوذ ہے،اللہ تعالی دین اسلام کی اس عظیم خدمات پر انہیں بہترین بدلہ عطافرمائے۔

اس کتاب میں بعض علمی اور دعوتی مسائل کے استنباط کی بھی تھوڑی کوشش کی گئی ہے،اور اللہ اسے قبول فرمائے،آمین۔

رسالہ میں موجود احادیث میں سے جو صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا کسی ایک میں ہے تو اس کی صحت پر اتفاق ہے ، اور سنن اربعہ (ابوداود، ترمذی،نسائی ،ابن ماجہ)وغیرہ سے نقل کی گئی احادیث پر احکام کو علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ سے نقل کیا گیاہے، سنن ترمذی کی حدیث میں امام ترمذی کے احکام کو بھی ذکر کیا گیا ہے کیونکہ وہ اس فن حدیث کے مشہور اور قابل امام ہیں،اللہ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

حدیث کے جمع وانتخاب میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ موضوعی طور پر عقیدہ، شریعت اور اخلاق سے متعلق ہوں،اور اسے

پانچوں زمروں میں اس لیے تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ کسی بھی زمرہ میں شرکت کرنے والا اس 1436ھ میں منعقد ہونے والے مسابقہ میں موضوعی احادیث سے محروم نہ ہو۔

اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے، اوراسے نفع بخش بنائے،إنه سميع مجيب۔

میں فضیلۃ الشیخ خالد بن علی ابا الخیل(مدیر المکتب التعاونی للدعوۃ وتوعیۃ الجالیات بالربوہ فی الریاض) کی خدمت میں گلدستہ تشکر وامتنان پیش کرتا ہوں جن کے عمدہ مشورہ اور رہنمائی نے ہمیں اخلاص، دقت اور حکمت کے ساتھ دعوت ربانی کے میدان میں ہر نفع بخش کوششوں پر آمادہ کیا۔

اسی طرح ہم فضیلۃ الشیخ ناصر بن محمد الهویش (مدیر قسم الدعوۃ و توعیۃ الجالیات بالمکتب) کی خدمت میں ہدیہ شکر و سپاس پیش کرتے ہیں جن کے سچے جذبے اور مسلسل ہمت افزائی سے اس کتاب کی تیاری اور

متعدد زبانوں میں اس کے تراجم کی نشر و اشاعت عمل میں آئی، اور بالخصوص حدیث شریف کا یہ چوتھا انعامی مقابلہ برائے جالیات (1436ھ) انہی کی کاوشوں کا اصل مرہون منت ہے۔

اخیر میں ان تمام احباب کی خدمت میں نذرانہ تشکر پیش ہے جنہوں نے اپنی رائے، کوشش یا مفید مشوروں سے ہماری رہنمائی فرمائی، خصوصاً ہمارے وہ بھائی جو ہمارے ساتھ ہمارے ہی شعبہ میں کام کر رہے ہیں، اور ہمارے آفس سکریٹری جناب عبد العزیز مضعوف حفظہ اللہ کو خوب خوب ہدیہ تشکر قبول ہو۔

اللہ تعالی تمام بھائیوں کو اسلام و مسلمانوں کی طرف سے دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں اور سعادتوں سے ہمکنار فرمائے۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه وأتباعه، والحمد لله رب العالمين.

***

توحِيد الله تعالى، هو السبيل إلى الجنة

١ -عَـنْ عُثْـمَانَ ﷛ قَـالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ:
«مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

(صحيح مسلم. رقم الحديث ٤١ -(٢٦).

توحید الٰہی ہی جنت کا راستہ ہے

۱- عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مرتا ہے اور وہ یہ جانتا ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، تو وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

فوائد:

① اس حدیث میں اس بات کی واضح صراحت موجود ہے کہ کلمہ توحید پر موت پانے والا اور کفر و شرک اور کبیرہ گناہوں سے بچنے والا قطعی طور پر جنت میں داخل ہوگا۔

② ایک مسلمان شخص پر یہ ضروری ہے کہ ظاہری و باطنی، عملی و اخلاقی اور اعتقادی اعتبار سے کلمہ توحید کو مضبوطی سے تھامے رہے۔

③ کفر و شرک اور وہ دیگر امور جو کلمہ توحید کے اثرات مٹانے والے ہوں اس سے

گریز کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

راوی کا تعارف:

عثمان بن عفان بن ابو العاص القرشی رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اور بعثت کے کچھ ہی عرصہ بعد اسلام قبول کیے، آپ امیر المومنین اور تیسرے خلیفۂ راشد ہیں، آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہا-جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تھیں- کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ آپ نے اپنی جان ومال سے اسلام کی نصرت وحمایت کی، آپ نے ساڑھے نو سو اونٹ اور پچاس گھوڑے دے کر جیش العسرہ کو تیار کیا تھا، اسی طرح آپ نے پچاس ہزار کے بدلے بئر رومہ خرید کر وقف کر دیا تھا، آپ نے پچیس ہزار خرچ کر کے مسجد نبوی کی توسیع بھی کرائی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ سے ۲۳ھ میں خلافت کے لئے بیعت کی گئی، آپ نے قرآن کو (ایک قراءت پر) جمع کیا، اور آپ کے عہد خلافت میں ایشیا اور افریقہ میں بہت سارے فتوحات ہوئے۔ نوے یا اسی سال کی عمر میں ۳۵ھ میں مدینہ میں مجرمین کے پاپی ہاتھوں سے اپنے گھر میں شہید کیے گئے۔

***

فضل الآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ البَقَرَةِ

٢ -عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٠٠٩، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٢٥٦ -(٨٠٨)، واللفظ للبخاري).

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے پڑھنے کی فضیلت

2- ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لئے کافی ہو جائیں گی“۔

فوائد:

① ہر رات سورہ بقرہ کی ان دونوں آیتوں کی تلاوت سے زندگی میں سعادت مندی کا حصول اور شر و بد بختی سے اس کی حفاظت ہوتی ہے۔

② ہر شب ان دونوں آیتوں کی تلاوت سے ایک مسلمان شخص کو اللہ پر اعتماد میں تقویت حاصل ہوتی ہے۔

③ ان دونوں آیتوں کا حفظ کرنا ہر مسلمان کے لئے نہایت سود مند ہے:

﴿ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَۚ كُلٌّ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّن رُّسُلِهِۦۚ وَقَالُواْ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۖ غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيۡكَ ٱلۡمَصِيرُ ٢٨٥ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا ٱكۡتَسَبَتۡۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ إِصۡرٗا كَمَا حَمَلۡتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعۡفُ عَنَّا وَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَآۚ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَ﴾ (البقرۃ: ٢٨٥ – ٢٨٦) ''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالی کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالی اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں، اے ہمارے رب!

اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر، اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے در گزر فرما، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔"

راوی کا تعارف:

ابو مسعود عقبہ بن عمر و البدری رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، آپ دوسری بیعت عقبہ میں حاضر تھے، اور آپ حاضر ہونے والوں میں سب سے کم عمر تھے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، پھر آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں گھر آباد کئے، علی رضی اللہ عنہ نے صفین جانے کے وقت آپ کو کوفہ کا اپنا جانشین مقرر کیا، آپ سے کل 102 حدیثیں مروی ہیں، ایک قول کے مطابق آپ کی وفات مدینہ میں سن 41ھ میں ہوئی۔

***

فضل من يعتني بنشر السنة النبوية

٣ -عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْـنِ مَسْـعُوْدٍ ﷛, عَـنِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: «نَضَّـرَ اللّٰهُ امْـرَأً, سَـمِعَ مِنَّـا حَـدِيْثاً؛ فَبَلَّغَـهُ؛ فَـرُبَّ مُبَلَّـغٍ أَحْفَـظُ مِـنْ سَـامِعٍ». (سـنن ابـن ماجـه، رقـم الحـديث ٢٣٢، وجـامع الترمـذي, رقـم الحـديث ٢٦٥٧، واللفـظ لابـن ماجـه، قَـالَ الإمـام الترمذي عن هذا الحديث: حسن صحيح, وصححه الألباني).

سنت نبوی کی نشرواشاعت کااہتمام کرنے والے کامقام ومرتبہ

3-عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالی اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری کوئی حدیث سنی اور اسے دوسروں تک پہنچادیا،اس لیے کہ بہت سے وہ لوگ جنھیں حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والوں سے زیادہ ادراک رکھنے والے ہوتے ہیں‘‘۔

فوائد:

① اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحیح اور معتبر سنت نبوی کی اشاعت کا اہتمام کرنے والوں کو اللہ دنیا و آخرت میں بلند و بالا مقام عطا فرماتا ہے،اور حسن و جمال

سے نواز کر ان کی جنت کی نعمتوں تک رسائی فرمائے گا۔

② اخلاص، امانت داری اور گہرائی کے ساتھ احادیث رسول کا اہتمام کرنے والوں کے حق میں اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی جنت میں نضرت نعیم کی دعا ان کو شامل ہے۔

③ تمام وسائل وذرائع اور جائز اثر کن انداز سے ثابت شدہ سنت کی اشاعت و ترویج کی اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے۔

راوی کا تعارف:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مشہور اہل علم صحابہ میں سے ہیں، اور وہ حفاظ قرآن میں سے تھے، نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد جنگ یرموک میں -جو شام میں واقع ہوئی- شریک ہوئے، عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل کوفہ میں دین کے مسائل سکھانے کے لیے کوفہ بھیجا تھا، پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو وہاں کا گورنر مقرر فرمایا، پھر انہیں مدینہ واپس آنے کا حکم دیا۔ (۳۲ھ) میں مدینہ میں آپ کی وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی، بقیع میں مدفون ہیں۔

***

حراسة عقيدة التوحيد من الشرك وشوائبه

٤ -عَـــنْ حُذَيْفَـــةَ ﷛ عَـــنِ الـــنَّبيِّ ﷺ قَـــالَ: «لاَتَقُوْلُـوْا : مَـا شَـاءَ اللّٰهُ وَشَـاءَ فُـلاَنٌ؛ وَلٰكِـنْ قُوْلُـوْا : مَـا شَـاءَ اللّٰهُ، ثُـمَّ شَـاءَ فُـلاَنٌ». (سـنن أبـي داود، رقـم الحـديث ٤٩٨٠، وصححه الألباني).

شرک اوراس کے اثرات سے عقیدۂ توحید کی حفاظت ونگرانی

4- حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’تم یوں نہ کہو: جواللہ چاہے اور فلاں چاہے‘‘بلکہ یوں کہو: ’’جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے‘‘۔

فوائد:

① شرک کے تمام اثرات سے توحید خالص کے عقیدے کی حفاظت کرنے کی اس حدیث میں ترغیب ہے۔

③ اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تنہا، بے نیاز ہے، اور اس کے وجود وذات، اوراسماء وصفات نیز اس کے حکم اور افعال میں اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں۔

③ اللہ سبحانہ و تعالی کی وحدانیت کے خلاف کسی بھی کلمہ کے استعمال کی اس حدیث میں سخت ممانعت ہے۔

راوی کا تعارف: حذیفہ بن الیمان بن حسیل العبسی رضی اللہ عنہ بہادر اور برگزیدہ صحابیوں میں سے ہیں۔ ملکوں کی فتح میں ان کی عظیم کارکردگی رہی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے رازداں تھے، ان کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد ۲۵۵ ہے۔ وہ غزوۂ خندق اور اس کے بعد دوسرے غزوات میں شریک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ان کی بڑی قدر ومنزلت اور اونچا مقام تھا۔ ۳۶ھ میں عراق میں ان کی وفات ہوئی۔

***

الإنسان مفتقر إلى الله في كل أحواله

٥ -عَـنْ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهَـا، أَنَّهَـا سُـئِلَتْ عَمَّـا كَـانَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـدْعُوْ بِـهِ اللّٰهَ؛ قَالَـتْ: كَـانَ يَقُـوْلُ: «اللَّهُـمَّ إِنِّـيْ أَعُـوْذُ بِـكَ مِـنْ شَـرِّ مَـا عَمِلْـتُ، وَمِـنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ». (صحيح مسلم، رقم الحديث ٦٦ - (٢٧١٦).

انسان اپنی زندگی کی تمام حالات میں اللہ کا محتاج ہے

۵- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس دعا کے بارے میں پوچھا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔ وہ بولیں: آپ یہ دعا مانگتے تھے: اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کام کے شر سے بھی جو میں نے کیا ہے اور اس کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا ہے۔

فوائد:

① ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ گناہوں کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچائے، کیونکہ گناہوں سے برائیاں اور بدبختی جنم لیتی ہے۔

② اس حدیث میں انسان سے صادر ہونے والے گناہوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

③ اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ اللہ کے سوا مخلوقات میں کوئی بھی جائے پناہ نہیں۔

راوی کا تعارف:

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے شادی کی، مدینہ میں رخصتی کے وقت وہ نو سال کی تھی۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر (۱۸) سال تھی، وہ بہت بڑی فقیہہ، عالمہ اور اچھی رائے والی تھیں۔ جود وسخا کا نمونہ تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ حدیثیں روایت کیں، جن کی تعداد (۲۲۱۰) ہے۔ منگل کی رات ۱۷/رمضان المبارک (۵۷ یا ۵۸ھ) میں مدینہ میں وفات پائیں، نماز جنازہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

***

الحث على التمسك بمكارم الأخلاق

٦ -عَـنْ عَائِشَــةَ رَضِــيَ اللّٰهُ عَنْهَــا أُمِّ الْمُــؤْمِنِيْنَ قَالَــتْ: سَــمِعْتُ رَسُــوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُــوْلُ: «إِنَّ الْمُــؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ القَائِمِ».

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٤٧٩٨، وصححه الألباني).

مکارم اخلاق پر گامزن رہنے کی ترغیب

٦- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''مومن اپنی خوش اخلاقی سے روزے دار اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے''۔

فوائد:

① حسن اخلاق کے ساتھ ایمان کا نہایت گہرا ربط ہے اس لئے ایک مسلمان کے دل میں ایمان جتنا حسین ہوگا تو اس کا اخلاق و کردار بھی اتنا ہی حسین و جمیل ہوگا، اور اسی طرح اس کے دل میں ایمان جس طرح برا ہوگا اس کے اخلاق و کردار بھی

ویسے ہی برے ہوں گے، کیوں کہ ایمان اور اخلاق کے مابین نہایت قوی اور مضبوط رشتہ ہے۔

② اس حدیث میں مضبوطی سے مکارم اخلاق پر گامزن رہنے کی تلقین ہے۔

③ حسن اخلاق ایمان اور عمل کے ساتھ تقرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:۵

❋❋❋

الإسلام ليس دين اللعن والشتم

٧ -عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لاَ يَكُونُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَاءَ وَلاَ شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». (صحيح مسلم رقم الحديث ٨٥ - (٢٥٩٨).

اسلام سب وشتم اور لعن وطعن کا دین نہیں

۷- ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ تو شفاعت کرنے والے ہوں گے اور نہ گواہی دینے والے''۔

فوائد:

① اس حدیث کی شرح میں محدثین کے چند اقوال منقول ہیں، ان میں سے چند کا ذکر درج ذیل سطور میں ملاحظہ کریں:

الف- وہ دنیا میں گواہ نہیں بن سکتے اور ان کے فسق کی وجہ سے ان کی گواہی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔

ب- وہ اللہ کی راہ میں شہادت سے محروم ہوں گے۔

ج۔ قیامت کے دن ان کی سفارش قبول نہ کی جائے گی جس وقت کہ مومنین جہنمی قرار پانے والے اپنے بھائیوں کے بارے میں اللہ سے سفارش کریں گے۔

② لعن وطعن سے بچنے کی اس حدیث میں سخت تنبیہ ہے کیونکہ یہ حسن خصلت اور مکارم اخلاق کے منافی ہے۔

③ اسلام دین شفقت ورحمت اور تقوی اور بھلائی کے کاموں پر باہمی تعاون کا نام ہے اور اس کا لعنت وملامت اور گالی گلوچ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

راوی کا تعارف:

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا نام عویمر بن زید بن قیس انصاری خزرجی ہے، آپ مشہور صحابی ہیں، جنگ بدر کے روز آپ کی ولادت ہوئی، آپ حکیم الامت کے لقب سے مشہور ہیں، دمشق کے قاضی اور اس کے سید القراء کے نام سے آپ کو بڑی شہرت ملی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں آپ جمع وحفظ قرآن کی ٹیم میں شامل تھے، علم وزہد اور عبادت میں بڑے مشہور تھے، اور آپ سے (۱۷۹) حدیثیں مروی ہیں۔(۳۲ یا ۳۱ھ) میں (۷۲) سال کی عمر میں وفات پائے۔

***

الإسلام دين الحياء والرفق وحسن التعامل

٨ -عَـنْ أَنَـسٍ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مَـا كَـانَ الفُحْشُ فِـيْ شَـيْءٍ إِلاَّ شَـانَهُ، وَمَـا كَـانَ الحَيَـاءُ فِـيْ شَـيْءٍ إِلاَّ زَانَـهُ». (جـامع الترمـذي، رقـم الحـديث ١٩٧٤، و سـنن ابـن ماجـه، رقـم الحـديث ٤١٨٥، واللفـظ للترمـذي، قَـالَ الإمـام الترمذي: هذا حديث حسن غريب، وصححه الألباني).

اسلام حیا، نرمی اور حسن معاملہ کا دین ہے

٨- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس چیز میں بھی بے حیائی آتی ہے اسے عیب دار کردیتی ہے اور جس چیز میں حیا آتی ہے اسے زینت بخشتی ہے''۔

فوائد:

① اسلام حیا اور اخلاق حسنہ کا دین ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ سخت و قبیح اقوال وافعال اور مذموم صفات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔

② اللہ کے دین اسلام میں حیا ایک پسندیدہ اور خوبصورت صفت کا نام ہے، اس لئے ایک مسلمان کا اس خوبی سے آراستہ ہونا نہایت ضروری ہے۔

③ حیا ایک مسلمان شخص کو اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر آمادہ کرتی ہے اور اسے گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رکھتی ہے۔

راوی کا تعارف:

ابو حمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے، ہجرت سے دس سال پہلے مدینہ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں اسلام قبول کئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر تاوفات آپ کی خدمت کرتے رہے، پھر دمشق منتقل ہوگئے، اور پھر دمشق سے بصرہ کوچ کر گئے۔ انہوں نے بہت زیادہ حدیثیں روایت کیں، جن کی تعداد ۲۲۸۶ ہے، (۹۷ھ) میں بصرہ میں وفات ہوئی، اس وقت ان کی عمر (۱۰۰) سال تھی۔

***

الدعاء بعد الأكل والشرب

٩ - عَـنْ أَبِـي أَيُّـوبَ الأَنْصَـارِيِّ ﷺ، قَـالَ: كَـانَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَكَـلَ أَوْ شَـرِبَ قَـالَ: «الْحَمْـدُ لِلَّـهِ الَّـذِيْ أَطْعَـمَ وَسَـقَى، وَسَـوَّغَهُ، وَجَعَـلَ لَـهُ مَخْرَجـا».

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٣٨٥١، وصححه الألباني).

کھانے اور پینے کے بعد کی دعا

٩- ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھاتے یا پیتے (کھا یا پی کر فارغ ہوتے) تو کہتے: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ وَسَقَى، وَسَوَّغَهُ، وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجا" (ہر طرح کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، اسے خوشگوار بنایا اور اس کے نکلنے کی راہ بنائی)۔

فوائد:

① پاکیزہ روزیاں اللہ کی نعمتوں میں سے ہیں، اس لئے ایک مسلمان شخص پر یہ واجب ہے کہ اللہ کی ان نعمتوں پر اس کی حمد وثنا بیان کرے۔

② اللہ کی نعمتوں کے سلسلے میں غور وفکر کرنا اور ان کا معترف ہونا یہ اللہ کی اہم

عبادتوں میں سے ہے۔

③ ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے خالق ورازق کو پہچانے، اور اس کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کا ثناخواں اور شکر گذار ہو، اور کبھی بھی اسے فراموش نہ کرے۔

راوی کا تعارف:

☆آپ کی کنیت ابو ایوب 'اور نام و نسب خالد بن زید بن کلیب ہے 'آپ مدینہ کے معروف قبیلہ خزرج سے ہیں اور آپ جلیل القدر انصاری صحابی ہیں 'آپ بیعت عقبہ ثانیہ 'غزوہ بدر و اُحد اور ان کے علاوہ دیگر غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ تھے 'آپ بڑے صابر اور جہاد فی سبیل اللہ کے دلدادہ تھے 'آپ ہی ہیں جس کے گھر کو مکہ سے ہجرت کے وقت آپ ﷺ نے پسند فرمایا اور آپ ہی کے گھر میں رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی کی تعمیر اور اپنے گھر کی تعمیر تک قیام پذیر رہے۔

☆حدیث کی کتابوں میں آپ سے تقریبا 155 حدیثیں مروی ہیں۔

☆آپ کی وفات 52ھ میں یزید بن معاویہ کی قیادت میں ہونے والی قسطنطنیہ کی جنگ کے دوران ہوئی 'یزید نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی 'اور آپ کو قسطنطنیہ کے قلعہ میں دفن کیا گیا۔

***

أَفْضَلُ الكلام عند الله : سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِه

١٠ - عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ أَوْ لِعِبَادِهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ».

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٨٤ - (٢٧٣١).

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اللہ کے نزدیک افضل کلام ہے

۱۰-ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سی بات افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں اور بندوں کے لیے منتخب کی ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' ۔

فوائد:

① سبحان اللہ وبحمدہ کے صیغہ کے ساتھ اس حدیث میں تسبیح اور تحمید کی فضیلت کا ذکر ہے۔

② ذکر الٰہی میں مشغول رہنے سے دلی اطمینان اور نفسی سکون حاصل ہوتا ہے۔

③ صیغہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ کے ساتھ کثرت سے ذکر الٰہی کی اس

حدیث میں ترغیب دی گئی ہے۔

راوی کا تعارف:

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن جنادہ ہے، آپ صحابہ کی جماعت میں بڑے عالم اور پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے، اور مدینہ کے مفتی تھے، آپ پہلے وہ شخص ہیں جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسلامی تحیۃ (سلام) پیش کیا، آپ بڑے کریم و سخی تھے کوئی بھی مال بچا کے نہیں رکھتے تھے، علم و زہد اور عمل کے عمدہ نمونہ تھے، آپ سے تقریبا (۲۸۱) حدیثیں مروی ہیں۔

آپ شام گئے اور مقام ربذہ میں سکونت اختیار کی (ربذہ) مدینہ سے ریاض کے راستہ پر (۱۰۰) کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے) وہیں (۳۱یا۳۲ھ) میں وفات پائی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

***

الابتداع في أمور الدين ضلال

١١ -عَـنْ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهَـا أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ».

(صـحيح مسـلم، رقـم الحـديث ١٨ - (١٧١٨)، وصـحيح البخـاري، رقم الحديث ٢٦٩٧ ، واللفظ لمسلم).

دینی امور میں نئی چیز ایجاد کرنا گمراہی ہے

۱۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ رد ہے“۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین میں نئی چیز کا ایجاد کرنا کھلی گمراہی ہے، اور یہ اسلام میں باطل و مردود ہے۔

② اللہ کی کتاب قرآن کریم اور اللہ کے رسول کی سنت صحیحہ کو بغیر کسی تحریف

وتعطیل کے مضبوطی سے تھامنے کی اسلام تعلیم وترغیب دیتا ہے۔

③ بدعتی کاموں میں لگے رہنا یہ حقیقت اسلام سے دوری اور زوال و پستی کا سب سے بڑا سبب ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:5

***

ما أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبيِّ ﷺ؟

١٢ - عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبيِّ ﷺ اَللّٰهُمَّ! ﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْأَخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ﴾ (البقرة: ٢٠١).

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٣٨٩، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٢٣ -(٢٦٨٨)، واللفظ للبخاري).

جس دعا کو نبی ﷺ کثرت سے پڑھتے تھے

۱۲- انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی ﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْأَخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ﴾ ''اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی (حسنہ) عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں جہنم سے بچا''۔

فوائد:

① اسلام دنیا و آخرت میں سلامتی، سعادت اور عافیت کا دین ہے، اور جو اخلاق و

شریعہ اور عقیدہ کے جملہ امور میں صدق واخلاص اور معرفت کے ساتھ اسلام کی تعلیمات کا فرمانبردار ہو گا وہی اس کے ان محاسن سے بہرہ مند ہو گا۔

② یہ دعا تمام بھلائی کو شامل ہے، اس لئے اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور شبہات سے بچتے ہوئے ایک مسلمان شخص کو کثرت سے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 8

***

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا

١٣ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا ، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا». (صحيح مسلم, رقم الحديث ٢٨٨ -(٦٧١)

اللہ کی محبوب جگہ مسجد ہے

۱۳-ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جگہوں میں بہترین جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور جگہوں میں سب سے بری جگہ بازار ہیں“۔

فوائد:

① مساجد ذکر الٰہی کے قائم کرنے کی جگہ ہیں، اور اس میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل پنج وقتہ فرض نمازیں ہیں۔

② مساجد کی صفائی وستھرائی اور اسے خوشبوؤں سے معطر رکھ کر پورے اہتمام

کے ساتھ اس کا احترام واجب ہے، میلے کچیلے کپڑے اور ناپسندیدہ بدبوؤں کے ساتھ اس کے اندر داخل ہونا جائز نہیں۔

③ عام طور پر بازار کا شمار نہایت ناپسندیدہ جگہوں میں ہوتا ہے اس لئے کہ وہاں دھوکا بازی، جھوٹی قسمیں اور ذکر الٰہی سے اعراض ہوتا ہے۔

راوی کا تعارف:

راوی اسلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبد الرحمن بن صخر ہے، آپ کا تعلق یمن کے قبیلہ دوس سے ہے۔ آپ بلی کے ساتھ کھیلتے تھے، اس لیے آپ کی کنیت ابو ہریرہ پڑ گئی۔ آپ اپنے اہل وعیال کے لیے بکری چرایا کرتے تھے۔ خیبر کی فتح کے سال (۷ھ) میں اسلام قبول کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح لازم پکڑا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں کہیں جاتے وہ آپ کے ساتھ رہتے، طلب حدیث کے لیے غایت درجہ کی جدوجہد اور اہتمام کرتے، چنانچہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ علم سیکھا، یہاں تک کہ صحابہ میں سب سے زیادہ حدیث کی روایت کرنے والے بن گئے، آپ سے روایت کردہ حدیثوں کی تعداد (۵۳۷۴) ہے۔ آپ کا شمار مدینہ کے فقہاء میں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات (۵۷ھ) میں مدینہ میں ہوئی، اور بقیع میں مدفون ہیں۔

***

الاستعاذة بالله من الأمراض السيئة

١٤ -عَـنْ أنـس ﷺ أنَّ النَّبِـيَّ ﷺ كَـانَ يَقُـوْلُ: «اللَّهُـمَّ إِنِّـي أَعُـوذُ بِـكَ مِـنَ الْجُنُـونِ، وَالْجُـذَامِ، وَالْبَـرَصِ، وَ سَـيِّئِ الأَسْـقَامِ». (سنن النسائي، رقم الحديث ٥٤٩٣، سنن أبي داود، رقم الحديث ١٥٥٤، واللفظ للنسائي، وصححه الألباني).

بری بیماریوں سے اللہ کی پناہ چاہنا

۱۴- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے تھے : ”اے اللہ ! جنون (پاگل پن)، جذام، برص اور برے امراض سے تیری پناہ مانگتاہوں“۔

فوائد:

① نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبیث بیماریوں کی شدید قباحت اور لوگوں میں اس کی نفرت کے پیش نظر اس سے پناہ چاہی کیونکہ اس سے خلقت میں تبدیلی اور خرابی رونما ہوتی ہے۔

② صحت و تندرستی عظیم نعمت ہے، ایک مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کی حفاظت کرے، اور اس پر خوب خوب اللہ کا شکر گذار ہو، کونکہ بری بیماریوں کے لاحق ہونے کے سبب انسان حقوق و واجبات کی ادائیگی سے عاجز و بے بس ہو جاتا ہے۔

③ حفظان صحت کے چند اسباب ہیں جو فی الواقع قوانین الہی ہیں، اور اللہ کے بندے کی بندگی کی یہ علامت و پہچان ہے کہ جسمانی صحت کی حفاظت پر اللہ کے وضع کردہ قوانین کا احترام کرے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:8

***

فضل صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ

١٥ -عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنِّيْ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ». (جامع الترمذي، رقم الحديث ٧٤٩، وصحيح مسلم، جزء من رقم الحديث ١٩٦ - (١١٦٢)، واللفظ للترمذي، وقَالَ الإمام الترمذي عن هذا الحديث: بأنه حديث حسن, وصححه الألباني).

عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی فضیلت

۱۵- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا صوم ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا''۔

فوائد:

①اس حدیث میں عرفہ کے دن غیر حاجیوں کے لئے روزہ رکھنے کی ترغیب ہے۔

② اس حدیث میں گناہوں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ سچی توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔

③ اللہ کے نزدیک نیکیاں ایک مسلمان شخص کے بلندی درجات کی باعث بنتی ہیں۔

راوی کا تعارف:

ابو قتادہ الحارث بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں، آپ رسول اللہ کے شہسوار تھے، غزوہ بدر میں شرکت کے تعلق سے قدرے اختلاف ہے باقی تمام غزوات میں آپ نے شرکت کی ہے آپ دوران سفر رسول اللہ کی حفاظت و نگرانی کرتے تھے آپ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فارس کے جنگ میں اسلامی لشکر میں بھیجا تھا، آپ نے اپنے ہاتھوں ان کے بادشاہ کا قتل کیا، آپ کی تاریخ اور مقام وفات کے بارے میں قدرے اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کی وفات کوفہ میں 38ھ میں ہوئی، جب کہ دوسرے قول کے مطابق 54ھ میں آپ کا انتقال ہوا، اور آپ کی نماز جنازہ علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

***

يُكْرَهُ إفراد يوم الجمعة بالصوم

١٦ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﵁ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: «لاَ يَصُوْمُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ, إلاَّ يَوْمًا قَبْلَهُ, أَوْ بَعْدَهُ». (صحيح البخاري, رقم الحديث ١٩٨٥, وصحيح مسلم, رقم الحديث ١٤٧ - (١١٤٤)، واللفظ للبخاري).

صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے

16-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی بھی شخص جمعہ کے دن اس وقت تک روزہ نہ رکھے جب تک اس سے ایک دن پہلے یا اس کے ایک دن بعد روزہ نہ رکھتا ہو''۔

فوائد:

① اگر معمول کا روزہ (ہفتہ واری، ایام بیض) نہ ہو تو خالی جمعہ کے دن روزہ رکھنا ایک مسلمان شخص کے لئے جائز نہیں۔

② جمعہ کا دن ذکر، دعا، عبادت اور پاکیزہ روزی تلاش کرنے کا دن ہے، لہذا اس

دن روزہ رکھنا درست نہیں، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے : ﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِى ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ﴾ (الجمعة : ١٠) ”پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پالو“۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

❋❋❋

دَعَوَاتٌ مُسْتَجَابَاتٌ

١٧ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ، قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «ثَـلَاثُ دَعَـوَاتٍ مُسْـتَجَابَاتٌ لَا شَـكَّ فِـيْهِنَّ: دَعْـوَةُ الْمَظْلُـوْمِ، وَدَعْـوَةُ الْمُسَـافِرِ، وَدَعْـوَةُ الْوَالِـدِ عَلَـى وَلَـدِهِ». (جـامع الترمـذي رقـم الحـديث ١٩٠٥، وسـنن أبـي داود، رقـم الحـديث ١٥٣٦، و سـنن ابـن ماجـه، رقـم الحـديث ٣٨٦٢، واللفـظ للترمذي، قَالَ الإمام الترمذي: هذا حديث حسن، وحسنه الألباني).

قبول ہونے والی دعائیں

17-ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تین دعائیں مقبول ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اپنی اولاد کے خلاف دعا“۔

فوائد:

① مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے، گرچہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالی اس

کے ساتھ عدل وانصاف قائم کرنے کی محبت میں اس کی دعا قبول فرمالیتا ہے۔

② مسافر کی دعوت قبول ہوتی ہے، اس لئے مسافر کو دوران سفر اس موقعہ کو غنیمت سمجھنا چاہئے، بشر طیکہ وہ سفر اللہ کی فرمانبر داری میں ہو جیسے عمرہ اور حج کا سفر، اللہ کے حکم سے ایسے موقعوں پر دعا کی قبولیت کے امکان مزید بڑھ جاتے ہیں۔

③ بیٹے کے لئے باپ کی دعا قبول ہوتی ہے، کیونکہ باپ اس پر شفقت و مہربانی کھاتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہے، بعینہ باپ کی بددعا بھی بیٹے کے حق میں قبول ہوتی ہے، لہذا ایک باپ کو اپنے بیٹے کے لئے بددعا سے بچنے کی ضرورت ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

التحذير من الغلو في تَعْظِيم النبي ﷺ

١٨ - عَـنْ أَبـِـيْ هُرَيْــرَةَ رضي الله عنه قَــالَ: قَــالَ رَسُــوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «لاَ تَجْعَلُــوْا بُيُـوْتَكُمْ قُبُـوْرًا، وَلاَ تَجْعَلُـوْا قَبْـرِيْ عِيْـدًا ، وَصَـلُّوْا عَلَــيَّ؛ فَـإِنَّ صَــلاَتَكُمْ تَبْلُغُنِــيْ حَيْـثُ كُنْتُمْ». (سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٠٤٢ وصححه الألباني).

نبی ﷺ کی عظمت میں غلو سے پرہیز

۱۸-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو میلا نہ بناؤ(کہ سب لوگ وہاں اکٹھا ہوں)، اور میرے اوپر درود بھیجا کرو کیونکہ تم جہاں بھی رہو گے تمہارا درود مجھے پہنچایا جائے گا''۔

فوائد:

① نفلی نمازوں، ذکر ودعا اور تلاوت قرآن کریم سے گھروں کو بے آباد رکھنا جائز نہیں، ورنہ وہ قبرستان کے درجہ میں ہو گا۔

② اس حدیث میں نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کے خاطر عید جیسی محفلیں سجانے کی ممانعت ہے، اس سے مقصد لوگوں کو دشواریوں سے بچانا ہے یا اس خوف سے کی لوگ نبی ﷺ کی حد تعظیم سے تجاوز نہ کر جائیں۔

③ اس حدیث میں نبی ﷺ کی قبر یا آپ کے علاوہ دیگر مزاروں اور آستانوں کی طرف رخت سفر باندھنے کی ممانعت کی صراحت ہے، کیونکہ اس کا شمار بھی قبر کو مقام جشن بنانے کے مترادف ہے۔

④ ایک مسلمان شخص کے لئے یہ مناسب ہے کہ پوری محبت، تعظیم اور مکمل سرور وانبساط کے ساتھ کثرت سے آپ ﷺ پر درود (دعائے رحمت) پڑھے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

التحذير من التصوير بدون حاجة

١٩ - عَـنْ عَبْـدِ اللَّـهِ بـن مسعود رضي الله عنه قَـالَ: سَـمِعْتُ النَّبِـيَّ ﷺ يَقُـوْلُ: «إِنَّ أَشَـدَّ النَّـاسِ عَـذَابًا عِنْـدَ اللّٰهِ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ: اَلْمُصَـوِّرُوْنَ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٩٥٠، وصحيح مسلم رقم الحديث ٩٨ -(٢١٠٩)، واللفظ للبخاري).

بے ضرورت تصویر کشی کی ممانعت

۱۹- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے پاس قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو سخت سے سخت تر عذاب ہوگا“۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذی روح (جانداروں) کی تصویریں بنانا اسلام میں حرام ہے۔

② اس حدیث میں تصویر کشی کی سخت ممانعت ہے کیونکہ اللہ کی خلقت کی اس میں مشابہت ہے، ساتھ ہی ساتھ جانداروں کی تصویریں شرک میں واقع ہونے میں ایک بڑا وسیلہ بھی ہے۔

③ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو تصویریں بناتے ہیں اور پوجا وعبادت کے لئے مورتیاں بناتے ہیں، ایسی صورت میں یہ حدیث ان لوگوں کے لئے مختص ہوگی جو مورتیاں بناتے ہیں، اور وہی قیامت کے دن سخت عذاب سے دوچار ہوں گے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 3

***

من أسباب دخول الجنة

٢٠ - عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ﷛ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ؛ فَقَالَ: «اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ». (جامع الترمذي، رقم الحديث ٦١٦، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث: بأنه حسن صحيح، وصححه الألباني).

جنت میں جانے کے چند اسباب

٢٠- ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: ”تم اپنے رب اللہ سے ڈرو، پانچ وقت کی صلاۃ پڑھو، ماہ رمضان کے صیام رکھو، اپنے مال کی زکاۃ ادا کرو، اور امیر کی اطاعت کرو، اس سے تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے“۔

فوائد:

① جنت میں جانے کے چند اہم اسباب یہ ہیں:

خشیت الٰہی کے ساتھ اس کی فرمانبرداری، پنج وقتہ فرض نماز کی ادائیگی، ماہ رمضان کا روزہ، اور زکاۃ کی ادائیگی۔

② اللہ کے تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت خوف و خشیت، عقیدت و محبت، انتہائی تعظیم اور اس کی نافرمانیوں سے بچ کر کی جائے۔

③ خلفائے امت اسلامیہ، ارباب سلاطین، اللہ ترس علماء و مشائخ، اور اسی طرح جو بھی مسلمانوں کا ذمہ دار قرار پائے سب کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ کہ اس فرمانبرداری سے اسلامی تعلیمات کی مخالفت نہ ہو، کیونکہ خالق کی مخالفت کر کے کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز و درست نہیں۔

راوی کا تعارف:

ابو امامہ صدی بن عجلان بن وہب الباہلی رضی اللہ عنہ بڑے زاہد و فاضل صحابی ہیں آپ کو جہاد فی سبیل اللہ سے بڑی محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمٹے رہے اور کبھی پیچھے نہ رہے، اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کے سبب غزوۂ بدر چھوڑ کر کسی بھی جنگ میں پیچھے نہ ہٹے، کیونکہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ماں کی

خدمت کے خاطر ان کے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا،آپ نے خلفائے راشدین کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت کی،آپ سے کتب حدیث میں 25 حدیثیں مروی ہیں۔

آپ نے شام میں اپنا بسیرا کیااور وہیں سر زمین حمص میں 81ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ شام میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں ،اور بعض قول کے مطابق عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ہیں۔

***

الإسلام يُحَذِّرُ من الفواحش

٢١ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ». (صحيح مسلم، رقم الحديث ٣٢ -(٢٧٦٠)، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٥٢٢٠، واللفظ لمسلم).

اسلام بے حیائی سے بچنے کی تعلیم دیتا ہے

۲۱- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی ایسا نہیں جسے اللہ سے بڑھ کر مدح و ستائش عزیز ہو، اسی وجہ سے اس نے اپنی مدح خود بیان کی، اور کوئی ایسا نہیں جو اللہ سے زیادہ غیرت والا ہو، اسی وجہ سے اس نے فحش کام حرام قرار دیے“۔

فوائد:

① اللہ تعالی اپنے لئے اطاعت، عبادت اور ذکر کے ساتھ حمد و ثنا اور شکر کو پسند

فرماتا ہے، اس لئے ایک مسلمان کو کثرت سے اس کی توصیف و تحمید بیان کرنی چاہئے، کیونکہ اس سے رب کی بندگی کے رشتے کو تقویت ملتی ہے۔

② جب انسان اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے تو اللہ اسے اجر و ثواب سے نوازتا ہے، اور وہ اس سے مستفید ہوتا ہے، جبکہ اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے، کسی کی حمد و ثنا سے نہ تو اسے کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی نہ کرنے سے اس کا کچھ بگڑتا ہے۔

③ اللہ انتہائی غیرت والا ہے، اس سے بڑھ کر غیرت والا کوئی نہیں، اور اللہ کی غیرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کو یہ قطعا پسند نہیں کہ انسان کو کوئی برائی، ضرر یا سرکشی، یا اس کے دین، جان، اور عقل و آبرو کو کوئی برائی یا تکلیف لاحق ہو، یہی وجہ ہے کہ اس نے زنا و چوری، غصہ و سود اور شراب نوشی وغیرہ بے حیائی اور خلاف شرع تمام امور کو حرام قرار دیا۔

④ نیک نیتی کے ساتھ اگر کسی فضل والے شخص اور اہل خیر و اہل حق کی تعریف کی جائے تو اس کا شمار اچھے کام اور نیک عمل میں ہوتا ہے، کیونکہ اس سے فضل و اہل فضل کا اعتراف ہوتا ہے۔

⑤ اگر کسی کی تعریف محض چاپلوسی کی بنیاد پر ہو، یا تعریف سن کر جس کے خود

پسندی کے فتنہ میں واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کی تعریف کرنا قطعا جائز نہیں، کیونکہ وہ پورے معاشرے کے لئے نقصان دہ ہے، اور یہ بے جا شان و فضل بڑھانے کے مترادف ہوگا، اور رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مبارک ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ». (صحيح مسلم, رقم الحديث ٦٩ - (٣٠٠٢)."جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منھ میں مٹی جھونک دو"۔ لیکن کمال تقوی اور عقل و دانش میں مضبوطی کی بنا پر خود پسندی کا خوف نہ ہو تو سامنے تعریف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس میں چاپلوسی کا کوئی عنصر نہ ہو۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 3

***

تحريم خِطْبَةِ المسلم على خِطْبَةِ أخيه المسلم

٢٢ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلاَ يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ بَعْضٍ».

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٤٩ -(١٤١٢)، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٥١٤٢، واللفظ لمسلم).

شادی کے پیغام پر پیغام بھیجنے کی حرمت

۲۲- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی آدمی دوسرے کے سودا پر سودا نہ کرے، اور نہ کوئی آدمی دوسرے کے پیغام پر پیغام دے“۔

فوائد:

① اس حدیث میں ایک مسلمان کا اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے خرید و فروخت پر خرید وفروخت کرنے کی حرمت کی صراحت ہے۔

② ایک مسلمان بھائی کا اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی شادی کے پیغام پر پیغام بھیجنا حرام ہے، اور خاص طور جب پیغام قبول ہو چکا ہو۔

③ اسلام لوگوں کو حسن اخلاق اور پاکیزہ قلب کی ترغیب اس حد تک دیتا ہے کہ معاشرے کے افراد کے مابین بغض وحسد کی فضائیں باقی نہ رہ جائیں۔

راوی کا تعارف:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں، سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے بچپن ہی میں اپنے والد کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے، پھر اپنے والد سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں آپ شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے، پھر اس کے بعد سارے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، اسلامی فتوحات- جیسے مصر، شام، عراق، بصرہ، فارس- میں بھی آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ دلیر اور حق گو تھے۔ آپ کا شمار اہل علم صحابیوں میں ہوتا ہے۔ آپ سے روایت کردہ حدیثوں کی تعداد (۲۶۳۰) ہے۔ عبادت وبندگی اور تقوی وپرہیز گاری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ (۸۶) سال کی عمر میں مکہ میں (۷۳ھ) میں آپ کی وفات ہوئی۔

***

إن الله يحب العبد التَّقيَّ

٢٣ -عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ ﷛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: «إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ، الْغَنِيَّ، الْخَفِيَّ». (صحيح مسلم رقم الحديث ١١ - (٢٩٦٥).

اللہ متقی بندے سے محبت کرتا ہے

23- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ محبت کرتا ہے ایسے بندے سے جو پرہیز گار ہو، مال دار ہو اور ایک کونے میں چھپا بیٹھا ہو''۔

فوائد:

① اجتماعی اور معاشرتی زندگی انسان کی ضرورت و اساس ہے، اس لئے معاشرے کے افراد سے کندھے سے کندھا ملا کر چلنا ضروری ہے۔

② معاشرتی زندگی میں جب میل میلاپ معصیت تک پہونچائے تو ایسی صورت میں جو شخص حرام وشبہات میں واقع ہونے اور دین میں فتنے سے اپنے کو مامون ومحفوظ نہ پائے تو اس کا معاشرے سے الگ تھلگ رہنا افضل ہے۔

③ رشتہ ناتہ جوڑنا اسلام کے اساسی امور میں سے ہے ، ہاں جب صلہ رحمی معصیت کی طرف لے جائے تو اسے چھوڑنا ضروری ہے، کیونکہ شریعت کا اصول ہے: مفاسد کو دفع کرنا منافع کے لانے پر مقدم ہے۔

④ اس حدیث کا مفہوم یہ کہ اللہ اپنے متقی بندوں سے محبت کرتا ہے، اور تقی کا مطلب ہے :جو واجبات کی پابندی کرے اور حرام کردہ چیزوں سے بچے، اور غنی سے مراد غنی النفس (دل کی بے نیازی) ہے، یعنی وہی وہ غنی اللہ کے نزدیک محبوب ہے اور وہ اللہ کی ہر چیز سے بے نیاز ہے اور خفی کا مطلب یہ کہ جب وہ غائب ہو جائے تو ڈھونڈھا نہ جائے اور جب موجود ہو تو پہچانا نہ جائے، یہ اللہ کے نزدیک نہایت عظیم اور اعلی علیین میں ہے۔

راوی کا تعارف:

☆ آپ ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص جلیل القدر زہری قرشی صحابی ہیں آپ کی

ولادت با سعادت ہجرت رسول سے 23 سال قبل مکہ میں ہوئی۔وہیں آپ کی نشو ونما ہوئی اور اسی شہر میں آپ پروان چڑھے'آپ بالکل ابتدائی دور میں مشرف بہ اسلام ہوئے،اس لئے آپ کا شمار اسلام قبول کرنے والے سابقین اولین میں ہوتا ہے اور آپ بزبان نبی جنت کی خوشخبری پانے والے خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد مسلمانوں کا خلیفہ منتخب ہونے کے لئے جن چھ صحابہ کو مخصوص کیا تھا ان میں سے ایک آپ کا نام بھی تھا۔

☆آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی' جنگ بدر اور دیگر غزوات میں پیش پیش رہے۔

☆آپ نبی کریم ﷺ کی ماں کے چچا کی اولاد میں سے ہیں،اسی لئے نبی کریم ﷺ انہیں ماموں جان کہہ کر پکارتے تھے،آپ نبی ﷺ کے حقیقی ماموں یعنی آپ ﷺ کی ماں کے سگے بھائی نہیں تھے۔

☆آپ رسول اللہ ﷺ کے بہادر شہسواروں میں سے تھے اور آپ کا شمار ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں بڑے مفکرین میں ہوتا تھا' اور خلافت فاروقی و عثمانی میں آپ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے۔

☆بلاد فارس اور عراق کی جنگوں میں آپ نے اسلامی فوج کی قیادت کی اور قادسیہ میں اللہ کے فضل و کرم سے اہل فارس کو عظیم شکست دی اور آپ ہی کے ہاتھوں اللہ نے مدائن کو بھی فتح سے نوازا، آپ مستجاب الدعوۃ یعنی اللہ کے نزدیک جن کی دعائیں قبول ہوئی ہیں آپ ان میں سے تھے 'طوالت کے ڈر سے یہاں آپ کے پورے فضائل و مناقب کو حوالہ قرطاس نہیں کیا جاسکتا۔

☆بعد کے دور میں آپ نے قیادت و سیاست کو خیر آباد کہہ دیا'اور صحابہ کے مابین جو فتنے رونما ہوئے اس سے آپ نے اپنے آپ کو الگ تھلگ کر لیا'اور اپنے اہل وعیال کو یہ حکم دیا کہ ان کے پاس فتنوں کی خبریں قطعا نقل نہ کریں۔

☆حدیث کی کتابوں میں آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد 270 ہے۔

☆آپ پست قامت تھے 'مدینہ سے سات میل کی دوری پر واقع اپنی محل مقام عقیق میں 55 میں وفات پائے 'آپ کو مدینہ لایا گیا'اور اس وقت مدینہ کے گورنر مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع غرقد میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا'وفات پانے والے مہاجرین میں آپ آخری مہاجر تھے۔

***

من فضائل سورة الملك

٢٤ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ سُورَةً فِي الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً، شَفَعَتْ لِصَاحِبِهَا؛ حَتَّى غُفِرَ لَهُ ﴿تَبَٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ﴾» (الملك: ١).

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٧٨٦، و سنن أبي داود، رقم الحديث ١٤٠٠، وجامع الترمذي، رقم الحديث ٢٨٩١، واللفظ لابن ماجه، وحسنه الترمذي، وصححه الألباني).

سورۂ ملک کی فضیلت

۲۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن میں ایک سورت ہے جس میں تیس آیتیں ہیں وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) سفارش کرے گی، حتیٰ کہ اس کی مغفرت کر دی جائے گی، اور وہ سورہ ﴿تَبَٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ﴾ ہے“۔

فوائد:

① اس حدیث میں سورۂ ملک کی کچھ فضیلتوں کا بیان ہے۔

② جو اس سورت کی تلاوت کرے گا اور اس کے مطابق عمل پیرا ہوگا تو یہ سورت اس کے حق میں (بروز قیامت) سفارش کرے گی۔

③ یہ حدیث اس مبارک سورت کو تعلیم، فہم اور عمل ہر اعتبار سے اہمیت دینے کی ترغیب دیتی ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:13

***

وجوب العناية بالصلاة

٢٥ - عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الحُصَيْبِ الأَسْلَمِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ: اَلصَّلاَةُ؛ فَمَنْ تَرَكَهَا؛ فَقَدْ كَفَرَ». (جامع الترمذي، رقم الحديث ٢٦٢١، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٠٧٩، قال الإمام الترمذي: حسن صحيح غريب، وصححه الألباني).

نماز کے اہتمام کا وجوب

۲۵- بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے اور منافقین کے درمیان صلاۃ کا معاہدہ ہے تو جس نے صلاۃ چھوڑ دی اس نے کفر کیا“۔

فوائد:

① اسلام یہ تعین کرتا ہے کہ ایک مسلمان اور غیر مسلم کے مابین فرق کرنے والی ظاہری علامت نماز ہے۔

② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بھی حالت میں نماز میں سستی وغفلت برتنا حرام ہے۔

③ نماز دین اسلام کی روح ہے، تو جب نماز چھوڑ دی جائے تو اسلام کا کوئی ظاہری

اثر ہی نہ بچے گا۔

راوی کا تعارف:

☆بریدہ بن الحصیب اسلمی وہ صحابی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ہجرت مدینہ کے وقت اسلام قبول کئے، ہوا یوں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ سفر ہجرت مدینہ میں ان کی بستی سے گزرے تو یہ اور پوری بستی تقریبا اسی (80) شخص مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اسی وقت آپ ﷺ نے انہیں عشاء کی نماز پڑھائی۔

☆آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد 177 ہے۔

☆اسلام لانے کے بعد آپ اپنی قوم میں ہی قیام پذیر رہے۔غزرۂ احد کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور آپ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت فرمائی، اس کے بعد آپ بصرہ آگئے اور وہیں ایک گھر بنایا، پھر آپ غازی بن کر خراسان گئے، مقام مرو میں آپ نے سکونت اختیار کی اور مرتے دم تک وہیں مقیم رہے، وفات کے بعد آپ کو وہیں دفن بھی کر دیا گیا' اور آپ کی وفات یزید بن معاویہ کے عہد خلافت 62 یا 63 میں ہوئی۔

***

الإسلام دين السماحة

٢٦ - عَـنْ مُعَـاذٍ ﷺ قَـالَ: خَرَجْنَـا مَـعَ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِـيْ غَـزْوَةِ تَبُـوْكَ؛ فَكَـانَ يُصَـلِّي الظُّهْـرَ وَالْعَصْـرَ جَمِيْعًـا, وَالْمَغْـرِبَ وَالْعِشَـاءَ جَمِيْعًـا. (صحيح مسلم. رقم الحديث ٥٢ - (٧٠٦).

اسلام تسامح کا دین ہے

۲۶- معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ ظہر وعصر اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے تھے۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر اور عصر اور مغرب وعشاء کے درمیان جمع تقدیم اور جمع تاخیر جائز ہے۔

② اسلام آسانی وتسامح، اور حرج ودشواریوں کو دور کرنے والا دین ہے، یہی وجہ ہے کہ امت کی آسانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نماز کے جمع کرنے کے احکام آئے۔

③ اس حدیث سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس حدیث اور اللہ کے اس فرمان میں

کوئی تعارض ہے: ﴿إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ كَانَتۡ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوۡقُوتًا﴾ (النساء: ۱۰۳) ”یقینا نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں میں فرض ہے“۔

یہ حدیث خاص استثنائی حالتوں کے لئے ہے جیسے سفر وغیرہ بوقت ضرورت ایسے شخص کے لئے جو اپنا معمول نہ بنائے۔

راوی کا تعارف:

معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں، آپ ابو عبد الرحمن انصاری خزرجی کے لقب سے ملقب ہیں، عقبہ کی رات آپ موجود تھے، بدر اور دیگر جنگوں میں آپ شریک ہوئے، (۱۸) سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے، حلال وحرام کے مسائل کی صحابہ میں آپ سب سے زیادہ واقفیت رکھنے والے تھے، آپ سے (۱۵۷) حدیثیں مروی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد واپس ہوئے، پھر آپ نے شام کے کسی شہر میں سکونت اختیار کی (۱۸ یا ۱۷ھ) میں طاعون کے سال وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر (۳۴) برس تھی۔

***

غاية الحياة البشرية : نيل رِضَا اللَّه

٢٧ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: «مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللَّهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ؛ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ».

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٢٤١٤، سكت الإمام الترمذي هنا ولم يقل عن هذا الحديث شيئا، وصححه الألباني).

انسانی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول

27- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:" جو لوگوں کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو تو لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف کے سلسلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہوگا اور جو اللہ کی ناراضی میں لوگوں کی رضا کا طالب ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اسے تکلیف دینے کے لیے مقرر کردے گا"۔

فوائد:

① بندوں کی اطاعت پر رب کی اطاعت کو مقدم کرنا واجب ہے۔

② اطاعت اور خالص بندگی کے سوا تقرب الٰہی کا کوئی اور وسیلہ اور ذریعہ نہیں، اور نہ ہی صحیح بندگی اور اطاعت کے بغیر اس کی رضا کا حصول ممکن ہے۔

③ فانی دنیا سے تلذذ حاصل کرنے کی خاطر جس نے اپنا دین بیچا اور لوگوں سے ڈر کر ان کی بات مان لی، اور اللہ کی نافرمانی کر بیٹھا، اور اللہ کا خوف نہ کھایا، تو اللہ اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے اور اس کی راز کو طشت از بام کر دیتا ہے اور اس کے کام میں اللہ اس کو الجھا دیتا ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 5

❊❊❊

الإسلام دين التعامل بالأساليب الحسنة

٢٨ - عَنْ أَبِيْ ذر ﷜ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ؛ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ». (جامع الترمذي، رقم الحديث ١٩٨٧، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وحسنه الألباني)

اسلام خوش اسلوبی سے لین دین کرنے کا دین ہے

۲۸- ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرو، برائی کے بعد (جو تم سے ہو جائے) بھلائی کرو جو برائی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ“۔

فوائد:

① تقوی کا مطلب ہے اسلامی تعلیمات کے تقاضے کی روشنی میں اللہ کے احکامات کی پابندی اور اس کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب برتتے ہوئے نفس کی

حفاظت کرنا اور اسے اللہ کی سزا اور عذاب سے بچانا۔

② جو اخلاق عقل و شرع کے اعتبار سے حسین سمجھا جائے حقیقت میں وہی اخلاق حسنہ ہے۔اور اس کی پہچان ہے: لوگوں کو تکلیف نہ پہونچانا، بخشش و نوازش میں سر گرم رہنا اور پریشانی کی حالت میں صابر و شاکر رہنا۔

③ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، اور یہ بندوں پر رب کی مہربانی ہے۔

④ اسلام زندگی کے ہر میدان میں چاہے وہ دعوتی ہو یا تربیتی، تعلیمی ہو یا خاندانی ، یا معاشرتی، یا چاہے اقتصادی ہو یا سیاسی لوگوں سے خوش اسلوبی کے ساتھ تعامل کی دعوت دیتا ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 10

***

دعاء الركوع والسجود

٢٩ -عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ: «سُبْحَانَكَ اَللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ».

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٧٩٤، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٢١٧ -(٤٨٤)، واللفظ للبخاري).

رکوع اور سجدہ کی دعا

۲۹- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع اور سجدہ میں «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» ”اے اللہ! تو پاک ہے۔ اے ہمارے رب! تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں۔ اے اللہ! مجھے بخش دے“ پڑھا کرتے تھے۔

فوائد:

① اس حدیث کی روشنی میں رکوع اور سجدہ دونوں میں یہ دعا "سُبْحَانَكَ

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ"پڑھنا مستحب ہے۔

② صحیح حدیثوں کی روشنی میں تسبیح اور دعا رکوع اور سجدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

③ رکوع اور سجدے کی دیگر دعائیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں، طوالت کے خاطر ایک پر اکتفا کیا گیا ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:5

***

مكانة المساجد وفضل من قصدها لعمارتها بالعبادة لله

٣٠ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ، أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٦٢، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٢٨٥ - (٦٦٩)، واللفظ للبخاري).

مساجد اور اللہ کی عبادتوں سے اسے آباد کرنے والوں کی فضیلت

۳۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مسجد میں صبح و شام بار بار حاضری دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرے گا، وہ صبح و شام جب بھی مسجد میں جائے''۔

فوائد:

① اس حدیث میں اللہ کے نزدیک مساجد کا مقام و مرتبہ اور ذکر و شکر اور عبادتوں سے اسے آباد کرنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

② اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ جنت اللہ کی ایک مخلوق ہے، اور وہ موجود و باقی ہے جو فنا نہ ہو گی، اور اللہ اپنے بندوں کی تجدد اطاعت کے وقت ان کے خاطر اپنی قسمہا قسم نعمتوں کو تیار کرتا ہے۔

③ اس حدیث میں اللہ کی اطاعتوں سے مساجد کو آباد کرنے کی ترغیب ہے، لہذا ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ مساجد کی عظمت کا خیال رکھتے ہوئے اچھے کپڑوں، پاکیزہ وضع قطع اور خوشبوؤں سے معطر حالت میں مسجد میں داخل ہوں، اور گندے اور بدبو دار لباس پہن کر اس کے اندر نہ آئیں، اور اس کے اندر لایعنی کاموں سے گریز کریں۔

④ اس حدیث میں غدوۃ اور روحۃ سے مقصود مساجد آنا اور جانا ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

فضل التيسير في البيع والشراء

٣١ - عَـنْ أَبِـي هُرَيْـرَةَ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللَّـهِ ﷺ: «مَـنْ أَقَـالَ مُسْـلِمًا؛ أَقَالَـهُ اللَّـهُ عَثْرَتَـهُ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ». (سـنن ابـن ماجـه, رقـم الحـديث ٢١٩٩، وسـنن أبـي داود, رقم الحديث ٣٤٦٠، واللفظ لابن ماجه، وصححه الألباني).

خرید وفروخت میں آسانی کرنے کی فضیلت

31- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''جو شخص کسی مسلمان کے اقالے کو مان لے (یعنی اس کے ساتھ بیع کے فسخ پر راضی ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ (اس احسان کے بدلہ میں) قیامت کے دن اس کے گناہوں کو مٹادے گا''۔

فوائد:

① فقہاء کے اصطلاح میں اقالہ کا معنیٰ ہے خرید و فرخت کرنے والوں کا اپنی باہمی رضامندی سے عقد بیع کو ختم کر لینااور اس کے حکم اور آثار کو ملغی کر دینا۔

② لوگوں پر احسان، آسانی اور شفقت کی خاطر، نیز انہیں امداد پہونچانے اور ان پر نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے اقالہ کو روا رکھا گیا، اور شرعی طور پر ایک مسلمان کی لغزشوں کو ختم کرنا ہی مطلوب ہے۔

③ بیع توڑنے کی مثال یہ ہے: ایک آدمی کسی آدمی سے کوئی چیز خریدے اور پھر اسے اس خرید پر شرمندگی ہو، چاہے وہ غبن (خرد برد) کی وجہ سے ہو یا اسے اس کی ضرورت نہ رہ گئی ہو، یا خریدنے کے لئے روپئے نہ بچے ہوں جس کی وجہ سے بیچنے والے کو سامان واپس کر رہا ہے اور بیچنے والا اسے قبول کر لے۔

④ یہ واپسی بیچنے والے کی جانب سے خریدنے والے پر ایک احسان مانا جائے گا، چونکہ دونوں میں خرید و فروخت مکمل ہو چکی تھی، اور بیچنے کی اجازت کے بغیر خریدنے والے کو اسے فسخ کرنے کا نہیں تھا۔

راوی کا تعارف، ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

الحث على الوفاء بالحقوق كاملةً وراجحةً

٣٢ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوْا».

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٢٢٢٢، وصححه الألباني).

کامل بلکہ کچھ بڑھا کے دینے کی ترغیب

۳۲- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب تولو تو جھکا کر تولو''۔

فوائد:

① اللہ سے جڑا ہوا مومن بندہ عدل وانصاف اور برابری کی خوبیوں سے متصف ہوتا ہے، عدل یہ نفسی وصف اور برابری یہ عقلی وصف ہے، اور ساتھ ہی ساتھ ناپ یا تول کر لوگوں سے اپنا حق لیتے وقت تو پورا پورا لے اور جب ناپ تول کر لوگوں کو ان کا حق دینا ہو تو اس میں کم یا گھٹا کر دے تو مومن ایسی حرکتوں سے دور رہتا ہے۔

② ایک مسلمان کو کشادہ دل ہونا چاہئے، اور اپنے اچھے برتاؤ و اعلی فکری سے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنی چاہئے، اور لوگوں کو ان کا پورا پورا حق بلکہ کچھ بڑھا کے دینا چاہئے۔

③ ڈنڈی مارنے والے جب کسی سے کچھ خریدتے ہیں تو زیادہ لے لیتے ہیں اور جب ان کے ہاتھ کچھ بیچتے ہیں تو کم دیتے ہیں، لیکن یہ ایک سچے مسلمان کا کردار نہیں کیونکہ وہ تو خرید و فروخت اور لین دین میں سچائی اور امانت داری کی روش اختیار کرتا ہے، نہ تو وہ کسی کی امانت میں خرد برد کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو دھوکا دیتا ہے۔

راوی کا تعارف:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، اپنے والد کے ساتھ عقبہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے والوں میں سے تھے، اور آپ بھی بیعت رضوان والوں میں سے ہیں، اور زیادہ حدیث رسول بیان کرنے والے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں، آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد 1540 ہے، ایک قول کے مطابق 73ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

***

المسلمون كمثل البنيان الذي يمسك بعضه بعضا

٣٣ -عَنْ أَبِيْ مُوْسَى ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً».

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٢٤٤٦، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٦٥ - (٢٥٨٥)، واللفظ لمسلم).

سارے مسلمان ایک دیوار کے مانند ہیں

۳۳- ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رہتی ہے“۔

فوائد:

① اس عظیم حدیث میں اس بات کی ترغیب ہے کہ تمام مسلمان باہم بھائی بھائی اور ایک دوسرے پر رحمت و شفقت اور محبت کرنے والے بن کر جئیں، اس لئے ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے وہی پسند کریں جو اپنے لئے پسند کرتے ہوں،

حدیث میں انہیں خوبیوں کا بیان ہے۔

② یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو باہم مدد کریں اور آپس میں جڑ کر رہیں جیسے کہ ایک دیوار کی اینٹیں باہم جڑ کر رہتی ہیں۔

③ یہ حدیث مسلمانوں کو مل جل کر اور کندھوں سے کندھا ملا کر رہنے اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں باہم تعاون کرنے اور اتحاد و اتفاق اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی دعوت دیتی ہے، اور فرقہ بندیوں اور ایک دوسرے سے لڑنے کی سختی سے منع کرتی ہے۔

راوی کا تعارف:

ابو موسی عبد اللہ بن قیس بن سلیم اشعری رضی اللہ عنہ یمن سے تھے، مکہ آئے اور اسلام قبول کئے، پھر یمن واپس ہونے کے بعد حبشہ چلے گئے، اور فتح خیبر کے بعد مدینہ آئے، اور جہاد و غزوات میں شریک ہوئے۔ قرآن کریم کی تلاوت میں صحابیوں میں سب سے اچھی آواز والے تھے، عابد، عالم، فقیہ اور زاہد تھے۔ ۴۴ھ میں کوفہ میں یا مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی سن وفات کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔

***

إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ

٣٤ - عَنْ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ ﷺ، قَالَ: أَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: «إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، وَلَمَنِ ابْتُلِيَ؛ فَصَبَرَ فَوَاهًا».

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٤٢٦٣، وصححه الألباني).

فتنوں سے بچنے والا خوش نصیب ہے

۳۴- مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم اللہ کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، اور جو اس میں پھنس گیا پھر اس نے صبر کیا تو پھر اس کا کیا کہنا"۔

فوائد:

① فتنہ و فساد سے امن وامان کا حصول، استقرار اور خوش حال زندگی، کثرت خیرات و برکات کا حصول تقوی الہی سے ہوتا ہے۔

② اسلام رحمت واطمینان اور امن وامان کا دین ہے اسی وجہ سے اللہ نے انہیں فتنہ میں واقع ہونے سے بچنے کا حکم دیا ہے: ﴿ وَٱتَّقُواْ فِتۡنَةً لَّا تُصِيبَنَّ ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمۡ خَآصَّةً وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِ ﴾ (الأنفال: ٢٥). ''اور تم ایسے وبال سے بچو! کہ جو خاص کر صرف انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں، اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

③ فتنہ کے وقت ایک مسلمان پر صبر کرنا واجب ہے، اور آگے بڑھ کر نیکی کے کام کرے اور اللہ کی عبادت میں اپنے آپ کو مشغول رکھے۔

④ فواھا کا مطلب غمگین وافسردہ ہونا یعنی جس نے فتنہ میں شمولیت کی اور اس میں جدوجہد کی اس پر افسوس ہے، بعض لوگوں نے اس کا مطلب پسندیدگی اور اچھا کرنے سے بیان کیا ہے یعنی فتنہ وفساد پر صبر کرنے والے کا کیا کہنا، اگر اس حدیث کا یہ مفہوم لیا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا۔

راوی کا تعارف:

مقداد بن عمرو کا مشہور نام مقداد بن اسود الکندی ہے 'آپ رسول اللہ ﷺ

کے قریبی لوگوں میں سے تھے 'اسلام کے پہلے گھوڑ سوار تھے 'اصحاب رسول میں آپ بڑے فضل والے 'نہایت شریف اور بھلے آدمی تھے 'جب جہاد میں چلنے کی دعوت دی جاتی تو فوراآپ لبیک کہتے 'گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کرنے والے آپ پہلے شخص ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر و اُحد اور خندق کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے۔

☆حدیث کی کتابوں میں آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد 42 ہے۔

☆آپ بڑے سخی اور محترم تھے،آپ نے حسن و حسین کے لئے (36)ہزار درہم دینے کی وصیت فرمائی تھی اور امہات المومنین میں سے ہر ایک کو سات سات ہزار درہم دینے کا حکم دیا تھا۔

☆33ھ میں مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع مقام جرف میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں آپ کا انتقال ہوا۔اس وقت آپ کی عمر ستر (70)سال تھی،وفات کے بعد آپ کو مدینہ لایا گیا اور آپ کی نماز جنازہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور بقیع میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

***

دعاء كفارة المجلس

٣٥ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ؛ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ؛ فَقَالَ قَبْلَ أنْ يَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ : سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أنْ لاَ إِلَهَ إلاَّ أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ, إلاَّ غُفِرَ لَهُ ماَ كَانَ فِيْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ».

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٣٤٣٣، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث: بأنه حسن صحيح غريب، وصححه الألباني).

کفارہ مجلس کی دعا

35-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس سے بہت سی لغو اور بیہودہ باتیں ہو جائیں، اور وہ اپنی مجلس سے اٹھ جانے سے پہلے پڑھ لے: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ“

تو اس کی اس مجلس میں اس سے ہونے والی لغزشیں معاف کر دی جاتی ہیں''۔

فوائد:

① ایک مسلمان کو اپنے تمام مجالس، میٹنگوں اور شب بیداریوں، انجمنوں، حالت اقامت و سفر اور شادیوں اور محفلوں بلکہ اپنی زندگی کے تمام پرو گراموں کے موقعہ پر ذکر الٰہی کا ورد کرتے رہنا چاہئے۔

② یہ دعا اہل مجالس کو لسانی معصیت کے ارتکاب کی اجازت نہیں دیتی، مثلاً غیبت، چغل خوری اور لوگوں کی خطاؤں اور ان کی عزت و آبرو کے بارے میں گفتگو کرنا۔

③ اس دعا کو یاد کرنا اور اسے ہر مجلس کے اخیر میں پڑھنا مستحب ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

من أحكام الميراث والورثة

٣٦ -عَنْ أُسَامَةَ بنِ زيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلاَ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٧٦٤، وصحيح مسلم، رقم الحديث ١ -(١٦١٤)، واللفظ للبخاري).

میراث اور ورثاء کے احکام

۳۶- اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر مسلمان کا“۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث بنے گا، چاہے وہ میراث تقسیم کرنے سے پہلے اسلام میں داخل ہو یا نہ ہو، یہی جمہور علماء اسلام کی رائے ہے، اور یہی حکم مرتد کا بھی ہے کہ نہ وہ کسی مسلمان کا وارث ہوگا اور نہ ہی کوئی مسلمان اس کا وارث بنے گا۔

② بعض علماء کا خیال ہے کہ مسلمان تو کافر کا وارث ہو سکتا ہے لیکن کافر مسلمان کا نہیں ہو سکتا، اور اگر میراث تقسیم سے پہلے کافر اسلام میں داخل ہو جائے تو وہ میراث کا حقدار ہو سکتا ہے، بصورت دیگر نہیں۔

③ اسلام کی یہ بڑی خوبی ہے کہ اس نے ورثہ اور میراث کے احکام کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا، جبکہ ہندو وید کی کتابوں نے اس بارے میں کچھ نہیں وضاحت کی ہیں۔

راوی کا تعارف:

☆اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے اور آپ کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایسے خادم رسول تھے کہ اپنے والد و والدہ اور اہل و عیال پر رسول اللہ ﷺ کو ترجیح دیتے تھے۔

☆اسامہ رضی اللہ عنہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے دل سے بڑے قریب اور آپ کی نگاہوں میں بڑی عظمت والے تھے۔

☆آپ بڑے ذہین، بے پناہ بہادر 'انتہائی دانش منداور معاملہ فہم، پاک دامن، پر محبت، ہر دل عزیز، متقی اور زہد و ورع والے جلیل القدر صحابی تھے انہیں خوبیوں کے پیش نظر

آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کم عمری ہی میں فوج کا سپہ سالار مقرر کیا حالانکہ اس وقت آپ کی عمر بیس سال کے آس پاس ہی رہی ہو گی 'اور اس وقت بڑے بڑے انصار و مہاجرین کے مشائخ موجود تھے۔اور ابھی یہ فوج روانہ بھی نہ ہوئی تھی کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا 'اور پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فوج کو روانہ کیا 'اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق کو جنگ میں نہ لے جانے کی اجازت چاہی تاکہ وہ مدینہ میں ان کے ساتھ رہیں اور پھر یہ فوج اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں بسلامت واپس آئی۔

☆آپ کی بیان کردہ حدیثوں کی تعداد 118 ہے۔

☆ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ نے اپنے آپ کو الگ تھلگ کر لیا 'دمشق کے قریب کسی علاقہ میں سکونت پذیر ہو گئے 'پھر مدینہ واپس آگئے 'اور 54ھ میں مدینہ سے قریب جرف میں 61 سال کی عمر میں وفات پائے اور مدینہ ہی میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

***

إظْهَارُ خُضُوعِ الإنسان المسلم وافْتِقَارُه لله تعالى

٣٧ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا تَشَـهَّدَ أَحَـدُكُمْ؛ فَلْيَسْـتَعِذْ بِـاللّٰهِ مِـنْ أَرْبَـعٍ، يَقُـوْلُ: اَللّٰهُـمَّ! إِنِّـيْ أَعُـوْذُ بِـكَ مِـنْ عَـذَابِ جَهَـنَّمَ، وَمِـنْ عَـذَابِ الْقَبْـرِ، وَمِـنْ فِتْنَـةِ الْمَحْيَـا وَالْمَمَـاتِ، وَمِـنْ شَـرِّ فِتْنَـةِ الْمَسِـيحِ الـدَّجَّالِ». (صـحيح مسـلم، رقـم الحـديث ١٢٨ - (٥٨٨)، وصـحيح البخـاري، رقـم الحـديث ١٣٧٧، واللفظ لمسلم).

ایک مسلمان کا اللہ کے روبرو اپنی محتاجی اور خاکساری کا اظہار کرنا

37-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تشہد میں بیٹھے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے، کہے: ''اللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ''

"(اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے اور حیات وموت کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے)"۔

فوائد:

① ان چار ایمانی امور سے اللہ کی پناہ چاہنے سے انسان کی خاکساری وبندگی اور اللہ کے روبرو اس کی محتاجی کا پتہ چلتا ہے۔

② نماز کے آخری تشہد میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

③ اس حدیث سے مسیح دجال کا ثبوت ملتا ہے، اور یہ کہ آدم کی پیدائش سے لیکر قیامت کا یہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا، کیونکہ اللہ کی طرف سے کچھ ایسی صلاحیتیں ملی ہیں جو فتنہ کی سبب بنیں گیں۔

④ حقیقت میں قبر سے مقصود عالم برزخ میں روح کی جگہ ہے، اور کبھی کبھی اس کا مطلب مردہ دفن کرنے کی جگہ ہوتی ہے، لیکن جب کوئی یہ دعا کرے "اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں" تو اس کا مطلب ہے کہ اس برزخی عذاب سے پناہ چاہتا ہوں جو موت اور قیامت قائم ہونے کے درمیان ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱۳

***

أهمية النية وفضلها في الإسلام

٣٨ -عَـنْ جَـابِرٍ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «يُحْشَـرُ النَّـاسُ عَلَـى نِيَّـاتِهِمْ». (سـنن ابـن ماجـه, رقـم الحـديث ٤٢٣٠, وصـححه الألبـاني, وصـحيح مسـلم, جـزء مـن رقـم الحديث ٨٣ - (٢٨٧٨)، واللفظ لابن ماجه).

اسلام میں نیت کی اہمیت وفضیلت

38۔جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اپنی اپنی نیت کے مطابق اٹھائے جائیں گے“۔

فوائد:

① اس حدیث سے دین اسلام میں نیت کی قیمت اور اس کی اہمیت اور فضیلت کا پتہ چلتاہے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی شریعت کے مطابق عمل کا دار ومدار صالح اور مخلص نیت پر ہے۔

② نیت کہتے ہیں کسی چیز کو کرنے کی نیت کرنا، اگر کوئی کسی چیز کا ارادہ کرے

اور اس کی بجاآوری میں تاخیر کرے تو اسے عزم کہتے ہیں، پس حقیقت میں نیت یہ ٹھہری کہ مقصود معین کو قصد سے مربوط کیا جائے۔

③ قرآن کریم نے اس صالح و مخلص نیت کو مختلف انداز سے بیان کیا ہے:

مثلاً إرادة الآخرة، إرادة وجه اللّٰه، ابتغاء وجه اللّٰه اور ابتغاء مرضاة اللّٰه.

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۳۲

***

الْحثُّ علَى الدُّعَاء في اللَّيْل

٣٩ -عَــنْ جَــابِرٍ ﷺ أَنَّ رَسُــوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَــالَ: «إِنّ مِـنَ اللَّيْـلِ سَـاعَةً، لاَ يُوَافِقُهَـا عَبْـدٌ مُسْـلِمٌ، يَسْـأَلُ اللّٰهَ خَيْـرًا ، إِلاَّ أَعْطَـاهُ إِيّـاهُ». (صـحيح مسـلم. رقـم الحـديث ١٦٧ - (٧٥٧).

رات میں دعا کی ترغیب

٣٩- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”رات میں ایک گھڑی ہے کہ اس گھڑی میں جو بھی مسلم بندہ اللہ سے کوئی بھلائی مانگتا ہے اللہ اسے دے ہی دیتا ہے“۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبولیت کی گھڑی کے حصول کی امیدیں لیکر رات بھر دعا مانگنے کی ترغیب ہے۔

② دعا کی ساعت قبولیت کو اللہ نے مخفی رکھا ہے تاکہ بندہ رات کے بیشتر حصے میں اس کی جستجو و تلاش میں کوشاں رہے، ایسے ہی اللہ نے جمعہ کی قبولیت کی ساعت

کو بھی چھپادیاتاکہ بندہ دن بھراس کی جستجو میں لگارہے۔

③ اس حدیث سے پتہ چلاکہ فجر روشن ہونے تک بندہ دعاواستغفار میں لگارہے ،لیکن رات کاآخری حصہ نماز، دعااور استغفار کے لئے اس کے ابتدائی حصہ سے زیادہ افضل ہے۔

راوی کاتعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:32

***

الصلاة من أعظم الأسباب الشرعية لدرء البلاء

٤٠ - عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى. (سنن أبي داود، رقم الحديث ١٣١٩، وحسنه الألباني).

مصیبتوں سے چھٹکارے کے لئے نماز عظیم شرعی سبب ہے

۴۰- حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی معاملہ پیش آتا تو آپ صلاۃ پڑھتے۔

فوائد:

① اس حدیث سے پتہ چلا کہ کسی بھی معاملے میں ثابت قدمی کے لئے نماز بڑی معاون ہے، اس کے لئے کوئی مخصوص دعا نہیں بلکہ بندہ جو دعا چاہے مانگ سکتا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں اللہ عزوجل نے یوں فرمایا: ﴿ وَٱسْتَعِينُوا۟ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلْخَٰشِعِينَ ﴾ (البقرة: ٤٥) ”اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، یہ چیز شاق ہے مگر ڈر رکھنے والوں پر“۔

دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ﴾ (البقرة: ۱۵۳). ''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، اللہ صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصیبتیں دور کرنے اور فتنہ سے بچنے اور مشکلات سے چھٹکارا پانے میں شرعی اسباب میں سے نماز کا بڑا کردار ہے۔

② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سید الانبیاء اور محبوب رب العالمین پر جب بھی کوئی مشکل گھڑی آتی تو نماز کی پناہ میں آجاتے، لہذا آپ ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔

③ حزبہ امر کا مطلب ہے جب کوئی اہم چیز آپ پر نازل ہوتی یا آپ کو غم لاحق ہوتا۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۴

***

اِسْتِحْبَاب لُبْسِ الْبَيَاضِ مِنْ الثِّيَاب وَتَكْفِينِ الْمَوْتَى بِهَا

٤١ -عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمْ الْبَيَاضَ؛ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ». (جامع الترمذي, رقم الحديث ٩٩٤, وسنن أبي داود، رقم الحديث ٣٨٧٨، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٤٧٢، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، واللفظ للترمذي, وصححه الألباني).

سفید لباس پہننا اور اس میں مردے کفنانا مستحب ہے

۴۱- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم سفید کپڑے پہنو، کیونکہ یہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو بھی کفناؤ“۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفید لباس پہننا اور سفید کپڑے میں مردے کو

کفن دینا مستحب ہے، یہ دیگر کے مقابلے میں پاکی اور عمدگی میں اچھا ہے، اس کا عمدہ ہونا تو بالکل واضح ہے کیونکہ اس میں خوبصورتی ہے، اور یہ پاکی کے اعتبار سے اس لئے افضل ہے کہ جب بھی اس پر کوئی مٹی یا میل یا نجاست لگ جائے تو اچھی طرح عیاں ہو جاتا ہے، پھر اگر نجاست کے قبیل سے ہے تو اس کا دھونا آسان ہو جاتا ہے، اور پھر یہ پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

② اس حدیث سے پتہ چلا کہ اس حکم میں مرد و عورت سب برابر ہیں، اور دونوں میں امتیازی صورت کی کوئی دلیل نہیں ہے، اور اگر کوئی دونوں کے درمیان تفریق کا دعوی کرے تو اس کی دلیل پیش کرے، اور عورتیں تو مردوں کی بہنیں ہیں، اس شریعت میں اللہ نے مردوں کے لئے جو قانون وضع کیا ہے عورتیں اس میں برابر کی شریک ہیں، ہاں اس وقت نہیں جب ان کے لئے الگ سے کوئی حکم آجائے۔

راوی کا تعارف:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مشہور اہل علم صحابیوں میں سے ایک ہیں، آپ حبر الامۃ (امت کے عالم) اور تفسیر کے امام ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ ہجرت

سے تین سال پہلے بنو ہاشم کے گھاٹی سے نکلنے سے پہلے وہاں پیدا ہوئے، پھر نبی ﷺ کو لازم پکڑے رہے، چنانچہ آپ ﷺ سے بکثرت علم حاصل کیا، آپ سے روایت کردہ حدیثوں کی تعداد ۱۶۶۰ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۳ سال تھی۔ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ کا حاکم مقرر فرمایا۔ ۶۸ھ میں طائف میں آپ کی وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال، اور ایک قول کے مطابق ۷۱ سال، اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۷۴ سال تھی۔

***

ما يستحب عليه الإفطار

٤٢ -عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ؛ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ؛ فَعَلَى تَمَرَاتٍ؛ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ؛ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ». (سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٣٥٦، وجامع الترمذي، رقم الحديث ٦٩٦، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن غريب، واللفظ لأبي داود، وحسنه الألباني وصححه).

افطار کی مستحب چیزیں

۴۲- انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلاۃ (مغرب) پڑھنے سے پہلے چند تازہ کھجوروں سے صیام افطار کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ملتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کر لیتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ مل پاتیں تو چند گھونٹ پانی نوش فرما لیتے۔

فوائد:

① نماز مغرب سے پہلے روزے دار کا چند تازہ کھجوروں سے افطار کرنا مستحب ہے، اور

اگر یہ دستیاب نہ ہو تو سوکھی کھجوروں سے، اور اگر یہ بھی دستیاب نہ ہو تو چند چلو پانی سے، اور اگر ان میں سے کوئی بھی چیز حاصل نہ ہو تو اللہ کے حلال کردہ کھانوں میں جو بھی دستیاب ہو اس سے افطار کرلے۔

② اللہ کی عبادت کی خاطر طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک روزہ توڑنے والی تمام چیزوں کے ترک کرنے کو صیام کہتے ہیں۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:8

***

وجوب السجود على الأعضاء السبعة

٤٣ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ, وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٨١٢، وصحيح مسلم, رقم الحديث ٢٣٠ - (٤٩٠)، واللفظ للبخاري).

سات اعضاء پر سجدہ کرنا واجب ہے

۴۳-عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔اس طرح کہ ہم نہ کپڑے سمیٹیں نہ بال''۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام ساتوں اعضاء پر سجدہ کرنا واجب ہے:

ناک کے ساتھ پیشانی، دونوں ہاتھ، پیر کے دونوں گھٹنے، اور دونوں پیر۔

② جو شخص دوران سجدہ اپنے دونوں پیر یا ان میں سے ایک زمین سے اوپر اٹھائے رکھے تو اس کی نماز نہ کامل اور نہ ہی صحیح ہو گی، اور اسی طرح ان ساتوں اعضاء میں سے کوئی عضو بھی زمین پر نہ رکھی تو بھی اس کی نماز صحیح نہ ہو گی۔

③ ساتوں اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں ہے ،اس لئے بغیر کسی کوتاہی کے اس پر کاربند ہونا واجب ہے، اور ناک اور پیشانی کو ایک ہی عضو شمار کیا جاتا ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 41

***

مُصَرِّفُ القلوب، هو: الله جل جلاله

٤٤ -عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدمَ كلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ, يَصْرِفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ"، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ». (صحيح مسلم, رقم الحديث ١٧ - (٢٦٥٤).

دلوں کا پھیرنے والا صرف اللہ ہے

۴۴- عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: بنی آدم کے سارے دل اللہ تعالی کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں جسے وہ جدھر چاہتا ہے موڑ دیتا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! دلوں کے موڑنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف موڑ''۔

فوائد:

① اللہ کے دین اسلام پر ثابت قدمی کے لئے انسان کو اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس لئے کہ نتائج اسباب کے مقدمات کے مطابق برآمد ہوتے ہیں اور اسباب کے ساتھ مسبب مربوط ہے، اور اللہ کی سنتیں اٹل ہیں جو نہ بدلتی ہیں اور نہ تغیر پذیر ہوتی ہیں۔

② جب انسان اپنے رب، خالق ورازق کے تئیں درست فیصلہ لے لیتا ہے تو وہ اپنے بندے کے دل میں امن وسکون ڈال دیتا ہے اور راحت وانشراح سے اس کے دل کو منور کردیتا ہے، اور اگر انسان اپنے رب کے تئیں غلط فیصلہ لے لیتا ہے تو رب اس کے سینہ کو خوف، حسرت اور کڑھن سے بھر دیتا ہے، کیونکہ دل اللہ کے ہاتھ میں ہے انسان کے نہیں۔

③ رحمن کی انگلیوں کے وجود پر ایمان لانا ان کی شکل وکیفیت اور تشبیہ وتعطیل کے بیان کے بغیر واجب ہے۔

راوی کا تعارف:

عبداللہ بن عمرو بن العاص القرشی السہمی رضی اللہ عنہما ایک مشہور صحابی رسول ہیں،

اپنے والد عمرو بن العاص سے کچھ پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کا شمار عابد وزاہد علماء میں ہوتا ہے، آپ سے تقریباً (۷۰۰) حدیثیں مروی ہیں، آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چند غزوات میں شرکت فرمائی ہے، نیز آپ کو سیاسی مسائل اور ادارتی کاموں میں بڑی شہرت حاصل تھی آپ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک معینہ مدت کے لیے گورنر مقرر کیا تھا، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بیان فرماتے اور مصر میں عمرو بن العاص کی جامع مسجد الفسطاط میں فتویٰ دیتے تھے۔

اہل مصر و شام و حجاز کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے خوب علمی فیض حاصل کیا، (۶۵ھ) میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو آپ کے گھر ہی میں دفن کیا گیا، اور بعض قول کے مطابق آپ شام میں یا مکہ میں وفات پائے۔

***

الدعاء في القعدة بين السجدتين

٤٥ - عَـنْ حُـذَيْفَـةَ ﷺ أَنَّ النَّبِـيَّ ﷺ كَـانَ يَقُـوْلُ بَـيْنَ السَّـجْدَتَيْنِ: «رَبِّ اغْفِـرْ لِـي، رَبِّ اغْفِـرْ لِـي».

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٨٩٧، وسنن أبي داود، رقم الحديث ٨٧٤، وسنن النسائي، رقم الحديث ١١٤٥، واللفظ لابن ماجه، وصححه الألباني).

قعدہ(دو سجدوں کے درمیان)کی دعا

۴۵- حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں)"رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ" یعنی:(اے میرے رب!مجھے بخش دے،اے میرے رب!مجھے بخش دے) پڑھتے تھے۔

فوائد:

① یہ حدیث دو سجدوں کے درمیان ان الفاظ میں دعا مانگنے کی مشروعیت کی

دلالت کرتی ہے۔

② دو سجدوں کے درمیان دعا مانگنا نبی ﷺ کی صحیح سنتوں سے ثابت ہے، اور آپ ﷺ سے اس کے علاوہ چند اور دعائیں مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، اختصار کے پیش نظر ان کا ذکر یہاں نہیں کیا گیا ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 4

***

الإسلام مصدر السعادة للبشر

٤٦ -عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي اللّٰه عنهما قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي». (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٨٩٨، وسنن أبي داود، رقم الحديث ٨٥٠ وجامع الترمذي، رقم الحديث ٢٨٤، واللفظ لابن ماجه، قَالَ الإمام الترمذي: هذا حديث غريب، وصححه الألباني).

اسلام ہی انسان کی سعادت مندی کا منبع ہے

۴۶-عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی صلاۃ میں دونوں سجدوں کے درمیان"رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي" (اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ

پر رحم کر، مجھ کو ضائع شدہ چیزوں کا بدلہ دے دے، مجھے رزق دے، اور مجھے بلندی عطا فرما) پڑھتے تھے۔

فوائد:

① انسان دنیا و آخرت میں جن بھلائی و سعادت مندی کا محتاج ہے اس حدیث میں اس کے اسباب بیان کئے گئے ہیں، اور ہر شر جسے وہ ناپسند کرتا ہے اس سے بچنے کے راستے بتائے گئے ہیں۔

② اسلام انسان کی سعادت مندی کا سرچشمہ ہے، پس اس کا ہر تابع خوش نصیب ہے اور اس سے ہر منھ موڑنے والا بد بختی کا شکار ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 41

***

أسس الإسلام الظاهرة والباطنة

٤٧ -عَـنْ أَبِـي هُرَيْـرَةَ ﷺ قَـالَ: كَـانَ النَّبِـيُّ ﷺ بَـارِزًا يَوْمًـا لِلنَّـاسِ؛ فَأَتَـاهُ جِبْرِيـلُ عليـه السـلام؛ فَقَـالَ: مَـا الإِيمَـانُ؟ قَـالَ: «الإِيمَـانُ: أَنْ تُـؤْمِنَ بِاللَّـهِ وَمَلائِكَتِـهِ وَكُتُبِـهِ, وَبِلِقَائِـهِ وَرُسُـلِهِ وَتُـؤْمِنَ بِالْبَعْـثِ»، قَـالَ: مَـا الإِسْـلامُ؟ قَـالَ: «الإِسْـلامُ: أَنْ تَعْبُـدَ اللَّـهَ وَلاَ تُشْـرِكَ بِـهِ, وَتُقِـيمَ الصَّـلاةَ, وَتُـؤَدِّيَ الزَّكَـاةَ الْمَفْرُوضَـةَ، وَتَصُـومَ رَمَضَـانَ، قَـالَ: مَـا الإِحْسَـانُ؟» قَـالَ: «أَنْ تَعْبُـدَ اللَّـهَ كَأَنَّـكَ تَـرَاهُ، فَـإِنْ لَـمْ تَكُـنْ تَـرَاهُ؛ فَإِنَّـهُ يَـرَاكَ»، قَـالَ: مَتَـى السَّـاعَةُ؟ قَـالَ: «مَـا الْمَسْـئُولُ عَنْهَـا بِـأَعْلَمَ مِـنَ السَّـائِلِ، وَسَـأُخْبِرُكَ عَـنْ أَشْـرَاطِهَا: إِذَا وَلَـدَتِ الأَمَـةُ رَبَّهَـا، وَإِذَا تَطَـاوَلَ رُعَـاةُ الإِبِـلِ الْـبُهْمُ فِـي الْبُنْيَـانِ, فِـي خَمْـسٍ لاَ يَعْلَمُهُـنَّ إِلاَّ اللَّـهُ، ثُـمَّ تَـلا

النَّبِيُّ ﷺ: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ ﴾ (لقمان: ٣٤) ثُمَّ أَدْبَرَ، فَقَالَ: «رُدُّوهُ»؛ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا؛ فَقَالَ: «هَذَا جِبْرِيلُ، جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٠، وصحيح مسلم رقم الحديث ١ -(٩) واللفظ للبخاري).

اسلام کے ظاہری وباطنی اساس

-ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام نے آکر پوچھا: ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ''، پھر اس نے پوچھا: اسلام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا ''اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، صلاۃ قائم کرو، زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے صیام

رکھو“۔ پھر اس نے کہا: احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے“، پھر اس نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: ”اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا، (البتہ) میں تمھیں اس کی نشانیاں بتلا سکتا ہوں، وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے (دیہاتی لوگ ترقی کرتے کرتے) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے، (یاد رکھو) قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ ...﴾ (لقمان: 34) ”بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے“، پھر وہ پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر جانے لگا، آپ نے فرمایا:

''اسے واپس بلا کر لاؤ'' لوگ دوڑ پڑے مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا، آپ نے فرمایا: '' یہ جبرئیل تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے''۔

فوائد:

① یہ عظیم حدیث اسلام کے جملہ ظاہری و باطنی اساس کو بیان فرماتی ہے۔

② اس حدیث سے واضح ہوا کہ اسلام عمل اور اعتقاد کا نام ہے، اس لئے کوئی بھی عمل بغیر اعتقاد کے قبول نہیں اور نہ ہی کوئی اعتقاد بغیر عمل کے صحیح ہو سکتا ہے، پتہ چلا کہ اسلام ان دونوں مجموعے کا نام ہے، اسلام ساری طاعتوں کو شامل ہے کیونکہ اطاعتیں تو اس تصدیق کے نتیجہ میں حاصل ہوئیں ہیں جو دل میں اصل ایمان کی شکل میں موجود ہیں۔

③ اس حدیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہوا کہ ایمان قول، عمل اور نیت کو کہتے ہیں، یعنی زبان سے اقرار کرنا، دل سے تصدیق کرنا، اور اعضاء و جوارح سے عمل کرنا۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

فضل الصلاة والسلام على رسول الله

٤٨ - عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبُشْرَى فِيْ وَجْهِهِ؛ فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَى الْبُشْرَى فِيْ وَجْهِكَ!؛ فَقَالَ: إِنَّهُ أَتَانِيَ الْمَلَكُ؛ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ: أَمَا يُرْضِيْكَ؟ أَنَّهُ لاَ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلاَّ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا ، وَلاَ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلاَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا". (سنن النسائي، رقم الحديث ١٢٨٣ ، وحسنه الألباني).

رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کی فضیلت

۴۸- ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے،آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے، ہم نے عرض کیا:ہم آپ کے چہرے پرخوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ اس لیے کہ میرے پاس فرشتہ آیااور اس نے کہا: اے

محمد! آپ کا رب کہتا ہے: کیا آپ کے لیے یہ خوشی کی بات نہیں کہ جو کوئی آپ پر ایک بار صلاۃ (درود) بھیجے گا، تو میں اس پر دس بار صلاۃ (درود) بھیجوں گا، اور جو کوئی آپ پر ایک بار سلام بھیجے گا، میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا"۔

فوائد:

① یہ حدیث ہمیں کثرت سے محمد رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کی ترغیب دیتی ہے، اور آپ ﷺ پر درود پڑھنے کا افضل طریقہ یہ ہے: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٣٣٧٠, وصحيح مسلم, رقم الحديث ٦٦ - (٤٠٦), واللفظ للبخاري).

② رسول ﷺ پر اللہ کے صلاۃ کا مطلب ہے: اللہ کا اپنے رسول کی عظمت بیان کرنا اور آپ کی تعریف کرنا، اور اللہم صل علی محمد کا مفہوم ہے: اے اللہ! دنیا و آخرت میں اپنے نبی کی ان کے شایان شان عظمت عطا فرما۔

③ اس حدیث سے ہمیں اپنے نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کی مشروعیت کا علم ہوا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا﴾ (الأحزاب: ٥٦).

"اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو"۔

اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ». (سنن النسائي، رقم الحديث ١٢٨٢، وصححه الألباني). "اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں گردش کرتے رہتے ہیں، جو مجھے میری امتیوں کے سلام کو پہونچاتے رہتے ہیں"۔

لہذا آپ ﷺ پر سلام پڑھنا آپ کے حقوق میں سے ہے، جس کی ادائیگی کا امتیوں کو حکم دیا گیا ہے، چاہے یہ عمومی طور پر ہو یا مقید کی شکل میں ہو جیسا کہ

حالت تشہد میں اور مسجد میں داخل ہوتے اور مسجد سے نکلنے کے وقت پڑھنے کا حکم ہوا ہے، اور آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں آپ پر سلام پڑھنے کا حکم یہ آپ کے ان خصائص میں سے ہے جسے اللہ نے آپ کو نوازا ہے، اور اس میں مزید کسی اور کی شمولیت نہیں ہو سکتی، لہذا آپ کی عدم موجودگی میں کسی معین شخص پر سلام پڑھنا جائز و مشروع نہیں، اور یہ بھی آپ کے خصائص میں سے ہے کہ امتیوں کے سلام آپ تک پہونچائے جاتے ہیں، اس سے ایک مسلمان کو آپ پر سلام پڑھنے کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ تک اس کی رسائی حاصل ہو جاتی ہے، گرچہ اسے آپ ﷺ کی زندگی میں آپ سے ملنے کی لئے لمبی مسافت طے کرنی پڑی، اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد آپ کی قبر پر حاضری دینی پڑی۔

④ سلام کا مطلب تمام شر و عیوب سے برأت، سلامتی اور نجات ہے۔

⑤ نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کا یہ طریقہ ہے: ایک مسلمان یوں کہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا یوں کہے السلام علیک یا رسول اللہ یا السلام علیک یا نبی اللہ یا السلام علی النبی کہے، اور ایک مسلمان کا نہ یہ اعتقاد ہونا چاہئے کہ فرشتوں کے ذریعہ اس کا یہ سلام رسول اللہ ﷺ تک پہونچایا جائے گا، جیسا کہ گذشتہ

سطور میں گردش کرنے والے فرشتوں کا ذکر ہوا ہے۔

⑥ اجتماعی شکل میں آپ ﷺ پر بیک زبان ہو کر درود پڑھنا جائز نہیں ہے اور کسی بھی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، لہذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص تنہا تنہا پڑھے۔

راوی کا تعارف:

ابو طلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔ رسول ﷺ کے ساتھ تمام مشاہد وغزوات میں شریک رہے، آپ بہادر تیر اندازوں میں سے تھے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ اور بے نظیر محبت کرتے تھے، چنانچہ نبی ﷺ آپ کے گھر کی زیارت کیا کرتے تھے۔ آپ ہی نے نبی ﷺ کی قبر کھودی اور لحد بنایا۔ ۳۲ یا ۳۴ھ میں اور کہا گیا کہ ۵۱ھ میں شام میں اور ایک قول کے مطابق مدینہ میں وفات پائی، اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال تھی۔

***

اليد الْيُمْنَى لكل ما فيه التَّكْرِيم وَالتَّشْرِيف

٤٩ -عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْيُمْنَى لِطَهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلائِهِ، وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى.

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٣٣، وصحيح البخاري. رقم الحديث ١٦٨، وصحيح مسلم. رقم الحديث ٦٦ - (٢٦٨)، وجامع الترمذي، رقم الحديث ١٨٨٨، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٢٨٨، واللفظ لأبي داود، وصححه الألباني).

ہر معزز کام کے لئے داہنے ہاتھ کا استعمال

۴۹-ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے کے لیے، اور بایاں ہاتھ پاخانہ اور ان چیزوں کے لیے ہوتا تھا جن میں گندگی ہوتی۔

فوائد:

① یہ اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ ہر معزز کام کے لئے داہنے ہاتھ کا استعمال کیا

جائے مثلا: کپڑے پہننے، پاجامے اور موزے پہننے، مسجد میں داخل ہونے، مسواک کرنے، سرمہ لگانے، ناخن تراشنے، مونچھ کاٹنے، بال سنوارنے اور مانگ نکالنے، بغل کے بال اکھاڑنے، سر مونڈانے، نماز کے سلام کرنے، طہارت کے اعضاء دھونے، بیت الخلاء سے باہر نکلنے، کھانے پینے اور مصافحہ کرنے، حجر اسود کا بوسہ دینے وغیرہ۔

② اور جو تکریم اور تشریف کے برخلاف ہے اس میں بایاں ہاتھ استعمال کرنا مستحب ہے جیسے :بیت الخلاء میں داخل ہونے، مسجد سے نکلنے، تھوکنے، استنجاء کرنے، کپڑے اتارنے، پاجامہ اور موزے یا اسی جیسے دیگر امور۔

③ ایک مسلمان پر تمام دینی امور میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی لازم ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 5

***

التحذير من سؤال الناس أموالهم بغير ضرورة

٥٠ -عَـنْ أَبِـي هُرَيْـرَةَ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مَـنْ سَـأَلَ النَّـاسَ أَمْـوَالَهُمْ تَكَثُّـرًا؛ فَإِنَّمَـا يَسْـأَلُ جَمْـرًا؛ فَلْيَسْـتَقِلَّ أَوْ لِيَسْـتَكْثِرْ». (صـحيح مسلم. رقم الحديث ١٠٥ - (١٠٤١).

بغیر حاجت کے لوگوں سے مال مانگنے سے بچنا

۵۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہے، وہ چنگاری مانگتا ہے، چاہے تو کم لے یا چاہے تو زیادہ لے''۔

فوائد:

① اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے سخت تنبیہ ہے جو بے ضرورت لوگوں سے مال طلب کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

② جب انسان اپنی ضرورت چھوڑ دے اور لوگوں کا محتاج بن بیٹھے تو اس کی

ضرورت کبھی پوری نہیں ہوگی، اور وہ برابر لوگوں سے مانگتا پھرے گا، اور وہ کبھی آسودہ نہ ہوگا، لیکن جو اللہ پر اعتماد و بھروسہ کرے گا اور جائز اسباب اختیار کرے گا تو اللہ کے حکم سے اس کی ضرورت پوری ہوگی، کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾ (الطلاق: ۳) ''جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کے لئے کافی ہے''۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

مشروعية صَلاَة الإِشْرَاقِ

٥١ -عَـنْ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهَـا قَالَـتْ:
كَـانَ رَسُـوْلُ اللّـهِ ﷺ يُصَـلّي الضّـحَى أَرْبَعًـا ، وَيَزِيـدُ مَـا
شَاءَ اللّهُ. (صحيح مسلم رقم الحديث ٧٩ - (٧١٩).

نماز اشراق کی مشروعیت

٥١- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی صلاۃ چار رکعتیں پڑھتے تھے اور جتنی چاہتے بڑھا بھی لیتے تھے۔

فوائد:

① صلاۃ الاوابین کو ہی صلاۃ الضحی کہتے ہیں، اور اس نماز کا وقت کراہت کا وقت ختم ہونے کے بعد ایک نیزے کے برابر جب سورج طلوع ہو جائے تو ہوتا ہے اور یہ زوال سے پہلے تک باقی رہتا ہے، اور اس کا ایک نام صلاۃ الاشراق بھی ہے، اور یہ نماز مستحب ہے۔

② چاشت کی نماز کی کم سے کم دو رکعت ہے، اور دو دو رکعت کر کے پڑھنا چار

رکعت افضل ہے،اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے، بعض علماء کا قول ہے کہ اکثر کی کوئی معین عدد نہیں بلکہ ایک مسلمان دو دو رکعت کی شکل میں جتنا چاہے پڑھے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:5

***

فضل الوضوء والصلوات الخمس

٥٢ - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوْءَ, كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى؛ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوْبَاتُ, كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ».

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١١ – (٢٣١).

وضواور پانچ نمازوں کی اہمیت

۵۲-عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مکمل وضو کیا جیسا اللہ تعالیٰ نے وضو کرنے کا حکم دیا ہے، تو اس کی یہ (پانچوں) فرض صلاتیں اس کے ان گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی جو اس سے ان اوقات کے دوران سرزد ہوں گے''۔

فوائد:

① وضو ایک اہم عبادت ہے اللہ نے اس پر عظیم اجر وثواب مرتب کیا ہے، اور یہ گناہوں کے مٹنے اور بلندی درجات کا سبب ہے، اس لئے ایک مسلمان کا اس کا اہتمام

کرنا ضروری ہے ، اور اس کے آداب و شروط اور نواقض کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

② اس حدیث میں کامل اور احسن وضو کرنے کی ترغیب ہے ،اور بھر پور طمانینت اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز قائم کرنا ہے۔

③ اس حدیث میں پنج وقتہ نماز کا ذکر ہے ،اور یہ گناہ صغیرہ کو مٹاتی ہے ،اور گناہ کبیرہ سچی توبہ سے مٹتے ہیں۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 1

***

تناول التمر لِلسُّحُوْرِ هو: الأفضل

٥٣ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ سُحُوْرُ الْمُؤْمِنِ: التَّمْرُ». (سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٣٤٥، وصححه الألباني).

سحری میں کھجور کھانا افضل ہے

۵۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کھجور مومن کی کتنی اچھی سحری ہے“۔

فوائد:

① کھجور سے یا کھجور کے ساتھ سحری کرنا مستحب ہے، اس سنت سے بہت سارے لوگ غافل ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کھجور صرف افطاری ہی میں سنت ہے۔

② کھجور ایک مبارک پھل ہے اور سحری میں اس کا استعمال با برکت ہے۔

③ سحری کھانے سے فرائض کی ادائیگی میں بڑی مدد ملتی ہے، اس لئے

ہمیشہ سحری کھانے کا اہتمام کرنا چاہئے،چاہے تھوڑا کھائیں یا زیادہ سحری کا حق ادا ہو جائے گا،جیسا کہ کھجور کھانے سے یا تھوڑا پانی پینے سے بھی ہو جائے گا،سحری میں کھجور کھانا افضل ہے،

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:13

***

فضل التأمين

٥٤ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ وَقَالَتِ الْمَلائِكَةُ فِي السَّمَاءِ: آمِينَ؛ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى؛ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٧٨١، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٧٢ - (٤١٠).

آمین کہنے کی فضیلت

۵۴-ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیوں کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ ہو گئی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے“۔

فوائد:

① آمین کا معنی: سورہ فاتحہ میں جو دعا کی گئی اے اللہ تو قبول فرمالے۔

② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام و مقتدی اور تنہا پڑھنے والے تمام نمازیوں کا آمین کہنا مستحب ہے۔

③ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا واجب ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:13

❋❋❋

من صفات المسلمين

٥٥ -عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِم».

(سنن النسائي، رقم الحديث ٤٩٩٥، و صحيح مسلم، رقم الحديث ٦٥ - (٤١)، واللفظ للنسائي، وحسنه الألباني).

مسلمانوں اور مومنوں کی چند خوبیاں

۵۵-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ ہوں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان ومال کے بارے میں اطمینان رکھیں‘‘۔

فوائد:

① ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ امانتوں کا پورا پورا خیال رکھے اور لوگوں سے معاملات کے وقت سچائی کے وصف سے اپنے آپ کو متصف رکھے اور

لوگوں کے اموال اور ان کے جانوں پر ظلم ڈھانے سے اپنے کو بچائے اور زہد وورع کی زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرے۔

② حقیقی مسلمان وہ ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کردے، لوگوں کا حق دے اور انہیں ایذاء نہ پہونچائے اور ان پر ظلم نہ ڈھائے، اور لوگ اس کے برے چال وچلن سے محفوظ ہوں۔

③ اس حدیث نے مسلمان کا ایک ظاہری صفت بیان کیا ہے وہ ہے لوگوں کا اس سے محفوظ وسلامت رہنا، اور مؤمن کا ایک باطنی وصف بیان کیا ہے وہ ہے کہ لوگ اپنے جان ومال کے تئیں اس سے مامون رہیں۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

عمارة البيوت بالعبادة والذكر وقراءة القرآن فيها

٥٦ -عَـــنْ أَبِـــيْ هُـرَيْــرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُـــولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: «لاَ تَجْعَلُـوْا بُيُـوْتَكُمْ مَقَـابِرَ؛ إِنَّ الشَّـيْطَانَ يَنْفِـرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ».

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢١٢ -(٧٨٠).

عبادت، ذکر اور تلاوت قرآن سے گھر کو آباد رکھنا

٥٦- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بیشک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے“۔

فوائد:

① اس حدیث سے پتہ چلا کہ عبادت، ذکر اور سورہ بقرہ کی تلاوت سے گھر کو آباد رکھنا چاہئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔

② ایک مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے گھر کو عبادت الٰہی اور ذکر وشکر سے دور رکھے، یہاں تک کہ وہ قبرستان کے مانند ہو جائے اور اس میں سکونت پذیر لوگ مردوں کے مانند ہو جائیں۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:13

***

فضل اَللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

٥٧ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الإِمَامُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ؛ فَقُوْلُوْا: اَللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ؛ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلائِكَةِ؛ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٧٩٦، وأيضاً صحيح مسلم، رقم الحديث ٧١ - (٤٠٩).

اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھنے کی فضیلت

۵۷- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ کیوں کہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے“۔

فوائد:

① یہ حدیث اللہ کے وسعت فضل کو بیان کرتی ہے اس بنا پر کہ ایک ایسے عمل پر

گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ہو رہا ہے جس میں کوئی مشقت نہیں، کیونکہ مقتدی کا اگر اللهم ربنا لک الحمد کہنا فرشتوں کے کہنے سے مل گیا تو اس کے ماضی کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

② جب کوئی امام ہو یا تنہا نماز پڑھنے والا ہو اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے، تو اگر پیچھے کوئی مقتدی ہو تو وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" نہ کہے بلکہ امام کے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنے کے بعد "اللهم ربنا لک الحمد" پڑھے، اور "سمع اللہ لمن حمدہ" کا معنی ہے اللہ نے اس کی حمد قبول کر لی۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:13

***

كيف يتم ثُبُوتُ دخول رَمَضَانَ؟

٥٨ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْهِلَالَ؛ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا, وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ؛ فَأَفْطِرُوا؛ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ». (صحيح مسلم, رقم الحديث ٢٠ -(١٠٨١).

ماہ رمضان کے داخل ہونے کا ثبوت

۵۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند دیکھ کر فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر مہینہ واضح نہ ہو تو تیس دن شمار کر لو''۔

فوائد:

① اس حدیث کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ شک کے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں اور ایسے ہی جب تیس شعبان کی رات ابر آلود ہو اور رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو اسے ماہ رمضان کی پہلی تاریخ سمجھ کر روزہ رکھنا جائز نہیں۔

② جب تک ماہ رمضان داخل نہ ہو روزہ رکھنا واجب نہیں، اور رویت ہلال ہی سے اس کے داخل ہونے کا علم حاصل ہو گا یا پھر رویت ہلال کی شہادت سے، اور جب ماہ شعبان کا چاند انیتس کو بدلی یا بارش کی وجہ سے نظر نہ آئے تو ماہ شعبان کو کامل تیس دن شمار کرنا ہو گا۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

من آداب المجلس في الإسلام

٥٩ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ عَنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ؛
فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ». (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٧١٧، وصحيح مسلم، رقم الحديث٣١ -(٢١٧٩) واللفظ لابن ماجه، وصححه الألباني).

اسلام میں آداب مجلس

۵۹-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے، پھر واپس آئے تو وہ اپنی جگہ (پر بیٹھنے) کا زیادہ حق دار ہے''۔

فوائد:

① ایک مسلمان کو مجلس کے آداب کا پورا پورا خیال رکھنا چاہئے، اور اس میں ایذاء پہونچانے والی کوئی بھی حرکت نہیں کرنی چاہئے۔

② مجلس کے آداب میں سے یہ ہے کہ مجلس میں بیٹھا شخص جب وہ اپنے کسی مقصد کی خاطر مجلس سے باہر نکل جائے اور پھر وہ دوبارہ واپس آئے تو وہ اپنی پرانی جگہ کا سب سے زیادہ حق دار ہے، بغیر کسی قیل و قال کے اس کے لئے اس کی وہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

فضل الإنفاق على الزوجة والأطفال

٦٠ - عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً». (صحيح مسلم، رقم الحديث ٤٨ -(١٠٠٢) وصحيح البخاري، رقم الحديث ٥٥، واللفظ لمسلم).

بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

٦٠- ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”مسلمان جب اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور اس سے ثواب کی امید رکھتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے“۔

فوائد:

① اس حدیث میں بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور یہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے افضل ہے، یا مساکین پر بھی خرچ کرنے سے افضل

ہے کیونکہ اوروں کے مقابلے میں اہل و عیال پر خرچ کرنا واجب ہے ، اور غیر واجب کے مقابل میں واجب کی ادائیگی افضل ہے۔

② حدیث میں وارد لفظ احتساب کا معنی ہے : حصول اجر و ثواب کی نیت،اور حدیث میں صدقہ سے مراد ثواب ہے،اور احتساب کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان یہ یادرکھے کہ بیوی بچوں پر خرچ کرنا اس پر واجب ہے،اس کا مطلب یہ نکلا کہ جب اس کے ذریعہ وہ اللہ کی خوشنودی چاہے گا تو اسے اللہ کے پاس سے خوب اجر وثواب حاصل ہوگا،اور اگر وہ بغیر احتساب کے یوں ہی بے پرواہی سے ان پر مال خرچ کرتا رہا تو اسے کچھ بھی اجر وثواب حاصل نہ ہوگا۔

③ پاکیزہ مال کو اطاعت اور جائز راستوں میں نکالنے کو انفاق کہتے ہیں۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:2

***

من أسباب النجاة من النار

٦١ -عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ, وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ؛ فَلْيَفْعَلْ». (صحيح مسلم, رقم الحديث ٦٦ - (١٠١٦)، وصحيح البخاري، رقم الحديث ١٤١٣، واللفظ لمسلم).

جہنم سے نجات کے بعض اسباب

٦١- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے جو شخص اس بات کی طاقت رکھتا ہو کہ جہنم سے آڑ کر لے، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی سہی، تو وہ کر لے''۔

فوائد:

① اس حدیث میں صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب ہے، تھوڑا سمجھ کر نہ دینے سے باز نہیں رہنا چاہئے کیونکہ اس کا تھوڑا بھی جہنم سے نجات کا سبب ہے۔

② ''اتقواالنار'' جہنم سے بچو کا معنی ہے اپنے اور جہنم کے درمیان بچاؤ کا راستہ بناؤ یعنی صدقہ دیکر آڑ اور پردہ قائم کرو، اگر معمولی چیز جیسے کھجور کا ٹکڑا بھی صدقہ میں دیکر بچنا ہو پھر بھی وہ مفید ہے، کیونکہ اس سے ایک چھوٹے بچے کی جان تو بچائی جاسکتی ہے لہذا اسے کمتر نہ سمجھیں، اور جہنم سے بچانا یہ گناہ ختم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

③ اس حدیث میں دیگر کھانے پینے کی چیزوں کو چھوڑ کر خاص طور سے کھجور کا ذکر ہوا، یہ اس وجہ سے کہ اہل حجاز کا اصل کھانا کھجور ہی تھی۔

④ جنت میں داخلے اور جہنم سے نجات کے بہت سے اسباب ہیں: انہی میں سے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنا اور انہیں صدقات وخیرات سے نوازنا ہے گرچہ وہ معمولی ہو، یہ لوگوں پر اللہ کا فضل ہے، لیکن اس پر بھی بہت سے لوگ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔

راوی کا تعارف:

☆آپ کی کنیت ابو طریف یا ابو وہیب ہے 'اور آپ کا نام ونسب عدی بن حاتم بن عبداللہ الطائی ہے، آپ امیر اور دانش مند وشریف وسخی صحابہ میں سے تھے اپنے قبیلہ طی کے

اسلام اور جاہلیت دونوں دور میں سردار تھے،آپ نہایت شریف مشفق اور بے باک خطیب تھے۔

☆آپ ﷺ کی آرزو تھی کہ وہ مشرف بہ اسلام ہو کر آپ کا تعاون کریں،عدی رضی اللہ عنہ 7ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس شان نبوت کے انکشاف کے لئے آئے،ان کی نیت میں اسلام قبول کرنا تھا،جب آپ مدینہ پہونچے اور مسجد نبوی میں آپ کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تو یہ محسوس کیا کہ یہ نبی اپنی بادشاہت اور لیڈری کی طرف دعوت نہیں دے رہا ہے تو انہیں یہ اندازہ ہو گیا کہ اس رسول کے بادشاہ بننے یا لیڈر بننے کی کوئی کوشش نہیں ہے اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ انہیں لے کر اپنے گھر چلے گئے اور وہاں ان کی تکریم،خاطر و تواضع کی اور اسلام کی دعوت دی' وہیں یہ بلا تاخیر اسلام قبول فرمالئے اور ان کا اسلام بھی کیا خوبصورت ہوا۔لوگوں کے اسلام سے مرتد ہونے کے ایام میں آپ نے بڑا جلیل القدر موقف' اور عظیم کارنامہ انجام دیا' کیونکہ خود بھی اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کو بھی ثابت قدم رکھا' اسلامی فتوحات میں آپ نے بڑا حصہ لیا' فتح عراق، مدائن اور قادسیہ میں حاضر رہے اور اس کے علاوہ کئی معرکوں میں بھی شریک رہے،عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: عَنْ عَدِيٍّ بْنِ

حَاتِمٍ ﷛، قَالَ: أَتَيْتُ عُمَرَ ﷛ فِيْ وَفْدٍ؛ فَجَعَلَ يَدْعُوْ رَجُلاً رَجُلاً يُسَمِّيهِمْ؛ فَقُلْتُ: أَمَا تَعْرِفُنِيْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: بَلَى، أَسْلَمْتَ إِذَا كَفَرُوْا، وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوْا، وَوَفَّيْتَ إِذْ غَدَرُوْا، وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوْا؛ فَقَالَ: فَلاَ أُبَالِيْ إِذاً. (صحيح البخاري، رقم الحديث ٤٣٩٤). عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک وفد لے کر عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک ایک آدمی کو اس کا نام لے کر پکارتے تھے تو میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا، ہاں کیوں نہیں! جب لوگوں نے کفر کیا تو آپ نے اسلام قبول کیا' جب لوگ پیٹھ پھیرے تو آپ روبرو ہوئے، جب لوگوں نے بے وفائی کی تو آپ نے وفا کیا اور آپ نے پہچانا جب لوگوں نے انکار کیا تو فرمایا مجھے تو اب کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں۔ وَرُوِيَ أَيْضاً عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷛ قَالَ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷛؛ فَقَالَ لِي: إِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوُجُوهَ أَصْحَابِهِ صَدَقَةُ طَيِّئٍ جِئْتَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ. (صحيح مسلم رقم الحديث ١٩٦ - (٢٥٢٣).

اور مسلم کی روایت کے حوالے سے یہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا'تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ وہ پہلا صدقہ یاد ہے جس سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے چہروں کو رونق بخشا'وہ قبیلہ طی کا صدقہ تھا جسے لے کر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

☆عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کوفہ آکر سکونت پذیر ہوئے 'اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔اور آپ کے موقف کی تائید کی۔آپ سے کتب حدیث میں مروی روایات کی تعداد 66 ہے۔

☆آپ کو اللہ نے ایک لمبی عمر عنایت فرمائی'اور 67ھ میں کوفہ ہی میں 120 سال کی عمر میں وفات پائے،اور بعض کے قول کے مطابق آپ کی عمر اس سے اور کچھ زیادہ تھی۔

***

من فضائل الحج والعمرة

٦٢ -عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلاَّ الْجَنَّةُ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ١٧٧٣، وأيضاً صحيح مسلم، رقم الحديث ٤٣٧ - (١٣٤٩) واللفظ للبخاري).

حج اور عمرہ کی فضیلت

٦٢- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے“۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرت سے عمرہ کرنا مستحب ہے، کیونکہ اس سے دو عمرہ کے درمیان واقع ہونے والے گناہ ختم ہو جاتے ہیں، اس سے مراد گناہ صغیرہ ہے، گناہ کبیرہ سچی توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔

② اس حدیث سے حج و عمرہ دونوں کی بڑی فضیلت کا پتہ چلتا ہے، ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے درمیان واقع ہونے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور حج مبرور کا بدلہ جنت ہے۔

③ جس حج میں پورے احکام کی پاسداری کی جائے ،اور شریعت کے جو مطالبے ہیں وہ کامل شکل میں ادا ہو جائیں تو ایسے ہی حج کو حج مبرور کہتے ہیں۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:13

***

من فضائل شهر رمضان المبارك

٦٣ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٣٢٧٧، وصحيح مسلم.

رقم الحديث ١ - (١٠٧٩) واللفظ للبخاري).

ماہ رمضان مبارک کے بعض فضائل

٦- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے“۔

فوائد:

① ماہ رمضان کی عظیم ترین فضیلت یہ ہے: جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، تو جو شخص جنت میں جانا

چاہے اور جہنم سے چھٹکارا چاہے اسے چاہئے کہ پوری تندہی و چستی اور اخلاص کے ساتھ عمل صالح کی بجاآوری میں لگ جائے۔

② حقیقت میں شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ برائی اور نافرمانی نہ ہوگی، کیونکہ شیاطین کے علاوہ بھی اس کے بہت سے اسباب ہیں، جیسے برے نفس، قبیح خصلتیں اور انسانوں کے شیاطین وغیرہ۔

③ جنت کے دروازے کھولنے، جہنم کے دروازے بند کرنے اور شیاطین کو قید کرنے سے ماہ رمضان مبارک کی عظمت و حرمت کا پتہ چلتا ہے، اور شیاطین کے قید وبند کا حاصل یہ کہ مومنوں کو ایذاء نہ پہونچا سکے اور ان کے درمیان اختلاف اور فتنہ نہ برپا کر پائے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

وجوب تبييت النية في صوم الفريضة قبل طلوع الفجر

٦٤ -عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ؛ فَلاَ صِيَامَ لَهُ». (جامع الترمذي، رقم الحديث ٧٣٠، وسنن أبي داود. رقم الحديث ٢٤٥٤، وسنن النسائي. رقم الحديث ٢٣٣٤، واللفظ للترمذي، وصححه الألباني).

فرض روزوں کی نیت طلوع فجر سے پہلے کرنا واجب ہے

٦٤-ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے صوم کی نیت فجر سے پہلے نہیں کرلی، اس کا صوم نہیں ہوا“۔

فوائد:

① جب فرض روزہ ہو جیسے ماہ رمضان کا اداء یا قضاء یا پھر نذر یا کفارہ کا روزہ ہو تو اس کی نیت رات میں کرنی واجب ہے، اور نیت کی جگہ دل ہے، اور زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض روزے کی نیت طلوع فجر کے پہلے سے غروب آفتاب تک یعنی شروع سے لیکر آخر تک ہو گی، اس کے بر عکس نفلی روزوں کی نیت یہ ہے کہ اگر صبح کچھ نہ کھایا ہو اور دن کے کچھ حصے گذرنے کے بعد نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہو گا۔

راوی کا تعارف:

☆ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی ولادت رسول اللہ کی بعثت سے پانچ سال قبل مکہ میں ہوئی، خنیس بن حذافہ سہمی بدری کی آپ زوجہ تھیں' وہ آپ کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے' پھر وہاں سے مدینہ آگئے اور بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے، لڑائی کے دوران آپ کو ایسا زخم لگا کہ آپ اس سے جان بر نہ ہو سکے اور وفات پاگئے۔ آپ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت بیس سال کی تھی، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی جوان بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر کافی غمزدہ تھے اور بیٹی کی ایسی حالت دیکھ کر بڑی گھٹن محسوس کرتے تھے، عدت گزرنے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بیٹی کے معاملے کو لیکر بڑے متفکر تھے' اسی دوران نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں شادی کا پیغام دیا' پھر عمر رضی اللہ عنہ نے 3ھ میں اپنی بیٹی کی شادی رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

کر کے شرف دامادی حاصل کر لی۔

☆حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد 60 ہے۔

☆آپ کی عظیم منقبت یہ ہے کہ آپ نے اکثر قراء کے موت کے بعد ابو بکر صدیق رضی رضی اللہ عنہ نے جو مصحف اول جمع کیا تھا اس کو حفظ کر لیا'حفصہ رضی اللہ عنہا ایک کاتبہ خاتون تھیں اس حیثیت سے آپ قرآن کریم کی محافظ تھیں'اور قرآن کا یہ پہلا نسخہ آپ کے پاس عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک تھا'پھر عثمان رضی اللہ عنہ ان سے وہ نسخہ لے کر اس کے کئی نسخہ تیار کر کے الگ الگ شہروں کو بھیج دیے تاکہ سب کی ایک ہی قرأت ہو اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کا وہ نسخہ واپس کر دیا اور وہ ان کے پاس مرتے دم تک تھا'پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبداللہ کو اس کی وصیت فرمادی۔

☆ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا رات میں جاگ کر عبادت وتلاوت اور ذکر کرتی تھیں، آپ کی وفات 41یا45ھ میں مدینہ میں ہوئی اور اس وقت مدینہ کے والی مروان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

***

قراءة القرآن في صلاة الفجر

٦٥ -عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْغَدَاةِ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ آيَةً. (صحيح مسلم رقم الحديث ١٧٢ - (٤٦١)، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٥٤١ ،واللفظ لمسلم).

نماز فجر میں قرآن پڑھنے کی مقدار

٦٥- ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی صلاۃ میں ساٹھ سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

فوائد:

① صلاۃ الغداۃ سے مراد نماز فجر ہے،اس نماز میں کبھی کبھی آپ ﷺ ساٹھ سے سو آیتوں کی تلاوت فرماتے تھے۔

② نماز باجماعت کے وقت کمزور لوگوں کا خیال رکھنا چاہیے ، اس لئے کہ کمزوروں کو ایذاء پہونچانا، لمبی قرأت سے نمازیوں کو تھکانے کی اللہ کو ضرورت نہیں ،کیونکہ چند آیتوں کی قرأت سے بھی فرض نماز مکمل ہو جاتی ہے،ایک یا چند نمازیوں

کی کمزوریوں اور تھکاوٹ کی وجہ سے مختصر نماز باجماعت طویل قرأت والی نماز باجماعت سے افضل ہے۔

③ مسجد کے امام کے لئے یہ زیادہ مناسب ہے کہ وہ لوگوں کو جمع کرنے اوران کے دلوں کو جوڑنے اور انہیں سنت رسول کا پابند بنانے کی کوشش کرے، یہ انہیں متنفر کرنے سے بہتر ہے، ہر مسجد کے احوال ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، اس لئے جہاں جیسا مناسب ہو اس طرح کا رویہ اختیار کیا جائے، نہ قرأت اتنی لمبی ہو کہ لوگ تھک جائیں اور نہ ہی اتنی مختصر ہو کہ خلل اور نقص کے درجے تک پہونچ جائے۔

راوی کا تعارف:

☆ صحیح قول کے مطابق آپ ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی ہیں، رسول اللہ کے ساتھ فتح مکہ میں شریک رہے، آپ بصرہ آئے، پھر وہاں سے خراسان چلے گئے' پھر مقام مرو میں قیام کیا' پھر کچھ دنوں بعد بصرہ دوبارہ واپس آ گئے۔

☆کتب حدیث میں آپ کی بیان کردہ حدیثوں کی تعداد چالیس (40) ہے۔

☆آپ کی وفات سن ساٹھ (60ھ) یا سن چوسٹھ (64ھ) میں بصرہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل ہوئی۔

***

من فضائل السجود لله عز وجل

٦٦ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تأكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلاَّ أثَرَ السُّجُوْدِ؛ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ». (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٤٣٢٦، وصحيح البخاري، جزء من رقم الحديث ٧٤٣٧، وصحيح مسلم، جزء من رقم الحديث ٢٩٩ -(١٨٢)، واللفظ لابن ماجه, وصححه الألباني).

اللہ کی خاطر سجدہ کی فضیلت

٦٦- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم کی آگ ابن آدم کے سارے بدن کو کھائے گی سوائے سجدوں کے نشان کے، اللہ تعالی نے آگ پر یہ حرام کیا ہے کہ وہ سجدوں کے نشان کو کھائے''۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے سجدہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے، اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ جہنم کی آگ مسلمان کے جسم کے کچھ

جگہوں کو چھوڑ کر باقی کو کھا جائے گی اور وہ یہ ہیں: ناک کے ساتھ پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پیر، کیونکہ ان حصوں کو اللہ نے آگ پر حرام کر دیا ہے اور آگ تو وہی حصہ کھا سکتی ہے جسے کھانے کا اسے اللہ کی طرف سے حکم ہو گا۔

② یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ نے اپنے مومن بندوں کی تکریم فرمائی ہے اور عبادت واطاعت کی وجہ سے ان پر بڑا احسان کیا ہے، اور نعمت بھری جنتوں تک ان کے پہونچنے کا راستہ مقرر فرمایا، انھیں بشاشت، حسن منظر اور جمال خلقت سے نواز کر غیروں کے مقابلے میں امتیازی مقام عطا کیا، پس ان کی اعضاء سجدہ کے یہ رونق آخرت میں برقرار رہے گی، یہی اللہ کے لئے سجدوں کی اصل فضیلت ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

الحكمة من مخالفة الطريق في صلاة العيد

٦٧ - عَـنْ جَـابِرٍ ﷺ قَـالَ: كَـانَ النَّبِـيُّ ﷺ إِذَا كَـانَ يَـوْمُ عِيْـدٍ، خَـالَفَ الطَّرِيْـقَ. (صحيح البخاري رقم الحديث ٩٨٦).

نماز عید کے لئے راستہ بدل کے آنے جانے کی حکمت

٦٧- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن ایک راستے سے جاتے پھر دوسرا راستہ بدل کر آتے۔

فوائد:

① راستہ بدلنے کی یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ کے پاس وہ اس کے حق میں گواہی دیں، کیونکہ جو بھی خیر و شر زمین کے اوپر کئے جائیں گے قیامت کے دن وہ اس کے بارے میں بیان کرے گی۔

② ایک مسلمان کو اپنی استطاعت بھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء و پیروی کرنی چاہئے گرچہ اسے اس عمل کی حکمت کا پتہ نہ ہو۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 38

***

مفتاح الصلاة الطهور

٦٨ -عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ». (سنن أبي داود، رقم الحديث ٦١، وجامع الترمذي، رقم الحديث ٣، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٢٧٥، قَالَ الإمام الترمذي: هذا حديث بأنه: أصح شيء في هذا الباب أحسن. وحسنه الألباني وصححه).

پاکی نماز کی کنجی ہے

٦٨- علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صلاۃ کی کنجی طہارت، اس کی تحریم تکبیر کہنا، اور تحلیل سلام پھیرنا ہے''۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی یا مٹی سے پاکی حاصل کئے بغیر نماز پڑھنا حرام ہے، اور اس میں فرض، نفل اور سجدہ تلاوت وشکر نیز نماز جنازہ وغیرہ میں

کوئی فرق نہیں ہے۔

② اس حدیث میں تحلیل و تحریم کی نسبت نماز کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ ان دونوں میں التباس نہ پیدا ہو جائے، کیونکہ تکبیر (اللہ اکبر) سے نماز سے باہر کی حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں، اور تسلیم (السلام علیکم) سے نماز کے اندر جو چیزیں حرام تھیں وہ حلال ہو جاتی ہیں۔

③ نماز میں داخل ہونے کو تحریم کا نام دیا گیا کیونکہ اس کی وجہ سے نمازی پر کھانا وپینا اور ان کے علاوہ دیگر امور حرام ہو جاتے ہیں، اللہ اکبر کے علاوہ کسی اور کلمہ کے ذریعہ نماز میں داخل ہونا جائز نہیں۔

④ السلام علیکم کہنے کے ذریعہ نمازی نماز سے باہر ہوتا ہے اور جو چیزیں دوران نماز اس کے لئے حرام تھیں وہ حلال ہو جاتی ہیں، اور حدیث میں "التسلیم" سے مراد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ایک بار چہرہ دائیں جانب اور ایک بار بائیں جانب موڑنا ہے۔

راوی کا تعارف:

آپ کی کنیت ابو الحسن اور نام علی بن أبی طالب بن عبد المطلب ہے رضی اللہ عنہ، آپ

ہاشمی خاندان اور قبیلہ قریش میں سے تھے ، آپ 13 رجب 23ق موافق 23مارچ 599م کو مکہ میں پیدا ہوئے، آپ رسول اللہ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں، بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں، جب اللہ نے رسول اللہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو آپ نے بڑی کوشش کی، اور دل وجان کی بازی لگا کر آپ ﷺ کے بستر پر سو گئے، قریش اسی گمان میں تھے کہ آپ ﷺ ہی بستر پر سوئے ہیں لیکن جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ وہ دھوکا کھا گئے ہیں، تو علی رضی اللہ عنہ کو طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے ، لیکن آپ اس کی ادنی پرواہ نہ کرتے ،اور ہجرت سے پہلے رسول اللہ نے انہیں جو لوگوں کی امانتیں سونپی تھیں وہ انہیں لوٹا رہے تھے۔

آپ بڑے خوبرو تھے، چودھویں رات کے چاند کی طرح آپ کا چہرہ حسین تھا ،آپ عشرہ مبشرہ میں سے تھے، آپ سے 536 حدیثیں مروی ہیں، فتوی اور قضاء میں آپ کی مہارت کی بڑی شہرت تھی، آپ قرآن کریم کے اچھے عالم اور آیتوں کے معنی و مفاہیم میں بڑی صلاحیت کے مالک تھے، ساتھ ہی ساتھ آپ کی قوت و بہادری احسان مندی، ذہانت خطابت و بلاغت کا لوگوں میں بڑا چرچا تھا، غزوہ تبوک چھوڑ کر باقی تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے دوش بدوش تھے۔

آپ امیر المؤمنین اور چوتھے خلیفہ راشد تھے، مدینہ نبویہ میں سن 35ھ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی خلافت کی بیعت ہوئی، آپ نے کوفہ کو اپنی خلافت کا دارالسلطنت مقرر کیا، اپنے خلافت کی کل مدت پانچ سال تین مہینے ہے، آپ کا عہد خلافت سیاسی نقطہ نظر سے کافی نشیب وفراز کا شکار رہا، آپ کوفہ کی جامع مسجد میں نماز فجر کی امامت کر رہے تھے کہ اسی دوران ایک خارجی نے خنجر سے وار کر کے آپ کو لہولہان کر دیا، آپ کی ماہ رمضان 40ھ موافق 661م میں شہادت ہوئی۔

***

الترغيب في صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

٦٩ -عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ ﷛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، إِنِّيْ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ». (جامع الترمذي، رقم الحديث ٧٥٢، وصحيح مسلم, جزء من رقم الحديث ١٩٦ - (١١٦٢)، وسنن أبي داود, جزء من رقم الحديث ٢٤٢٥، واللفظ للترمذي، ولم يحكم الإمام الترمذي هذا الحديث بشيءٍ، وصححه الألباني).

عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب

٦٩- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشوراء کے دن کا صوم ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا''۔

فوائد:

① اس حدیث میں ماہ محرم کی دسویں تاریخ کے روزے کی ترغیب ہے، اور اللہ

اس ایک روزے کے بدلے ہمارے پورے ایک سال کے گناہوں کو مٹادیتا ہے، واضح رہے کہ اس سے گناہ صغیرہ مٹتے ہیں نہ کہ گناہ کبیرہ۔

② ماہ محرم کے اکٹھے نویں اور دسویں کے روزے رکھنا مستحب ہے، کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے دسویں کا روزہ رکھا اور نویں کے روزہ رکھنے کی نیت فرمائی تھی، صرف ایک دن دسویں کے روزہ رکھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

③ عاشوراء کے روزے کے چند درجات ہیں: کمتر درجہ صرف ایک دن کا روزہ ہے، اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ نویں اور دسویں دو دن کا ایک ساتھ روزہ رکھے، اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلا تحدید کثرت سے روزہ رکھے یہ بھی افضل واحسن ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 15

***

فضل طلاقة الوجه عند اللقاء

٧٠ - عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ لِيَ النبيُّ ﷺ:
«لاَ تَحْقِرَنَّ مِنْ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا, وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ
بِوَجْهٍ طَلْقٍ». (صحيح مسلم, رقم الحديث ١٤٤ - (٢٦٢٦).

خوش روئی سے ملنے کی فضیلت

70- ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:
"کسی بھلائی کو حقیر مت سمجھو اگرچہ وہ بھلائی یہ ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو"۔

فوائد:

① اس حدیث کا ایک مسلمان سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنے بھائی سے سرور وانبساط، مسکراتے اور کشادہ دلی سے اس کا خیر مقدم کرے۔

② ایک مسلمان اپنے اہل وعیال، شاگردان، زیر نگیں کام کرنے والے احباب سے اس حدیث کی روشنی میں شرح صدر، مسکان چہرے کے ساتھ اچھا رویہ اختیار

کرے، کیونکہ وہ بھی بشر ہیں ان کے بھی احساس اور چاہتیں ہیں، اس لئے انہیں مسرت کے ساتھ یوں سلام کریں، السلام علیکم، آپ کیسے ہیں؟ ان شاءاللہ امید ہے کہ آپ آرام و سکون سے ہیں، آپ کے سارے معاملات بہتر ہیں، کیا آپ کسی چیز کی ضرورت محسوس کرتے ہیں؟ یاد رہے ایسا کرنے سے ان کے دل خوشیوں، محبتوں اور سعادتوں سے بھر جائیں گے۔

③ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ملاقات کے وقت چہرے کی بشاشت اور مسکان کا اظہار ایک صدقہ ہے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: «تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ».

④ مسکراہٹ اس کے حق میں رونق، جمال اور خوشی و مسرت ہے اور اس سے سامنے والے میں خوشی، محبت اور راحت و سکون کا پیغام جاتا ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:10

***

صلاة النافلة في البيت أفضل

٧١ -عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «صَلاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِهِ فِي مَسْجِدِيْ هَذَا إِلاَّ الْمَكْتُوبَةَ». (سنن أبي داود, رقم الحديث ١٠٤٤، وصحيح البخاري، جزء من رقم الحديث ٧٣١، واللفظ لأبي داود، وصححه الألباني).

نفلی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے

۷۱- زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی صلاۃ اس کے اپنے گھر میں میری اس مسجد میں اس کی صلاۃ سے افضل ہے سوائے فرض صلاۃ کے''۔

فوائد:

① یہ حدیث بتاتی ہے کہ گھر میں نفلی نماز پڑھنا افضل ہے، کیونکہ وہ ریاکاری سے دور اور خشوع واخلاص کامل سے زیادہ قریب ہے، ہاں اگر نفلی نماز باجماعت ادا

کی جارہی ہو تو جماعت کے ساتھ مسجد میں اس کا پڑھنا افضل ہے جیسے سورج اور چاند گہن اور استسقاء کی نماز۔

② ایک مسلمان کے لئے مسجد نبوی میں نماز باجماعت ادا کرنا مشروع ہے، اور ساتھ ہی وہ ساری نمازیں جو جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں جیسے عیدین، استسقاء، سورج گہن اور تراویح کی نمازیں، لیکن نوافل اور سنن رواتب کا گھر میں پڑھنا ہی افضل ہے۔

راوی کا تعارف:

☆آپ کا نام زید بن ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ ہے، آپ جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، آپ کاتب وحی تھے۔

☆ جب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے اس وقت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ یتیم تھے، اور آپ کی عمر گیارہ سال کے آس پاس تھی، آپ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اسلام قبول کئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کمال، حفظ و تعلم میں پختگی، اور امانت و نقل میں باریکی، اور عبارت فہمی دیکھا تو انھیں وحی الہی لکھنے کی ذمہ داری سونپ دی، اور یہ نہایت اہم اور ذی شان کام تھا۔

☆اور جب نبی مکرم ﷺ اپنی دعوت بادشاہوں اور امیروں کو پہونچانا چاہتے، اور ان کے نام خطوط بھیجنا چاہتے تو زید رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے کہ وہ ان کی زبان سیکھ لیں، تو آپ بہت کم ہی مدت میں اسے سیکھ لیتے، اور آپ چند زبانوں کے ماہر تھے، مثلا: عربی زبان، سریانی زبان، اور فارسی زبان۔

☆آپ کے بے شمار مناقب ہیں، آپ اپنے فضل اور علم وادب کے ساتھ مدینہ ہی میں قائم رہے، اور اہل مدینہ میں خصوصا اور دیگر مسلمانوں میں عموما عالی رتبہ والے، اور عزت وتوقیر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔

☆آپ ماہر حافظ، اور ایک دانش مند عالم تھے، آپ نے رسول اکرم ﷺ سے حدیثیں بیان کیں، اور آپ سے قرآن پڑھا، اور عمر رضی اللہ عنہ جب حج کے سفر پر نکلے تو آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا، اور انہیں قضاء کا ذمہ دار بھی بنایا، اور ان کے لئے تنخواہ مقرر کی۔

☆زید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر عہد عثمانی میں قرآن جمع کرنے میں بڑا کردار نبھایا، آپ سے کل بانوے (92) حدیثیں مروی ہیں، آپ کی وفات سن 45ھ میں 56 سال کی عمر میں ہوئی۔

***

من فضائل الكلمات الأربع

٧٢ -عَــنْ أَبِــيْ هُرَيْــرَةَ ﷺ، قَــالَ: قَــالَ رَسُــوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «لأَنْ أَقُــوْلَ: سُــبْحَانَ اللّٰهِ, وَالْحَمْــدُ للّٰهِ, وَلاَ إِلَــهَ إِلاَّ اللّٰهُ, وَاللّٰهُ أَكْبَــرُ, أَحَــبُّ إِلَــيَّ مِمَّــا طَلَعَــتْ عَلَيْــهِ الشَّمْسُ». (صحيح مسلم, رقم الحديث ٣٢ - (٢٦٩٥).

چار کلموں کی فضیلت

۷۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ للّٰهِ، وَلاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہنا مجھے ہر اس چیز سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے یعنی زمین کی ہر شے سے زیادہ۔

فوائد:

① اللہ نے ان چار کلموں کو عظیم فضیلتوں کے ساتھ خاص کیا ہے جو ان کے بلندی درجات کا پتہ دیتی ہیں، اور یہ مقام و درجہ ان کے علاوہ کلمات کو حاصل نہیں اور وہ یہ

ہیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ''.

② ان کلمات کے ساتھ اللہ کا خوب خوب ذکر کرنا چاہئے کیونکہ اس کے پڑھنے سے بڑے بڑے اجر و ثواب حاصل ہوتے ہیں۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

الساعة تقوم على شرار الناس

٧٣ -عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ ﷺ عَــنِ الــنَّبِيِّ ﷺ قَــالَ: «لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلاَّ عَلَى شِرَارِ النَّاسِ».

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٣١ -(٢٩٤٩).

قیامت برے لوگوں پر قائم ہوگی

۷۳- عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت انہیں پر قائم ہوگی جو بدترین لوگ ہوں گے''۔

فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت ایسے برے لوگوں پر قائم ہوگی جن کے یہاں خیر اور اللہ پر ایمان معدوم ہو گیا ہوگا اور ان میں زنا پھیلی ہوئی ہوگی۔

② مومنوں اور مسلمانوں کو قیامت نہیں پائے گی کیونکہ وہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ہی مر جائیں گے،اس کے قائم ہونے سے پہلے اللہ ایک ٹھنڈی ہوا چلائے گا جو مومنوں کی روحیں کھینچ لے جائیگی، برے لوگوں کے علاوہ روئے زمین پر کوئی

بھی نیک آدمی نہ بچے گا، پھر انہیں برے لوگوں پر اچانک قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

③ حق پر ہمیشہ غالب رہنے والا مدد یافتہ اہل ایمان کا گروہ قیامت قائم ہونے سے کچھ پہلے اس ہوا کے چلنے کے وقت تک جس میں مومنوں کی روحیں قبض کی جائیں گی اس وقت باقی رہے گا۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 3

***

ظُلْمُ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ حَرَام

٧٤ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ، كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٩٥١، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٥٨ - (٢٥٨٠)، واللفظ للبخاري).

مسلمان کا مسلمان پر ظلم حرام

۷۴- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے (کسی ظالم کے) سپرد کرے۔ اور جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت اور حاجت پوری کرے گا''۔

فوائد:

① اس حدیث سے یہ فائدہ ملا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر ظلم حرام

ہے،اسی طرح ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کو ایذاء پہونچانے والے شخص کے پاس چھوڑنا یا ایذاء دینے والی چیز کے پاس چھوڑنا جائز نہیں، بلکہ اس کی مدد کرنا اور اس سے ایذاء پہونچانے والی چیزوں کو ہٹانا واجب ہے۔

② لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے، اگر کوئی کسی پریشانی میں گھرا ہو اور آپ سے مدد مانگے تو اس کی مدد کریں اور اگر کوئی ضرورت مند ہے تو اس کی ضرورت پوری کریں۔

③ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے دلوں کو فرح و سرور عطا کرنا اللہ کو بڑا محبوب ہے اور لوگوں کے دلوں کو حزن و ملال سے بھرنا اللہ کو بڑا ناپسند ہے ،لہذا مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ لوگوں کو خوشیاں فراہم کرنے کی جدوجہد کریں اور انہیں غم پہونچانے سے دور رہیں۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 22

***

من آداب المجالس

٧٥ -عَـنْ أَبِـيْ سَـعِيْدٍ الْخُـدْرِيِّ ﷺ قَـالَ سَـمِعْتُ رَسُـوْلَ اللَّـهِ يَقُـوْلُ: «خَيْـرُ الْمَجَـالِسِ أَوْسَـعُهَا». (سـنن أبـي داود، رقم الحديث ٤٨٢٠، وصححه الألباني).

مجالس کے بعض آداب

۷۵- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”مجالس میں بہتر وہ ہے جو زیادہ کشادہ ہو“۔

فوائد:

① مجالس کا وسیع ہونا زیادہ مناسب ہے تاکہ بڑی تعداد میں لوگ بغیر تنگی، کڑھن اور اضطراب کے بیٹھ سکیں، اور انہیں اس میں راحت و اطمینان اور انشراح معلوم ہو، اس لئے کشادہ مجلس ہی افضل ہے۔

② بیٹھنے کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب کرنا آداب مجلس میں سے ہے، اس لئے راستوں، گذر گاہوں اور مخصوص جگہوں پر بیٹھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

راوی کا تعارف:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی ہے، آپ کا شمار مشہور فقہائے صحابہ میں ہوتا ہے، آپ مدینہ کے مفتی تھے، کم عمری کی وجہ سے جنگ اُحد میں شریک نہ ہوسکے، آپ نے سب سے پہلے غزوہ خندق میں شرکت فرمائی، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تقریباً (۱۲) غزوات میں شرکت کی، آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد (۱۱۷۰) ہے، آپ صحابہ میں صاحب علم وفضیلت صاحب عزوشرف تھے (۳۸ھ) ماہ صفر کی (۹) تاریخ کو مشرقی کوفہ میں واقع معرکہ نہروان میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ان کا ساتھ نہیں چھوڑا، اس معرکہ میں علی رضی اللہ عنہ کو خوارج پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ (۷۴ھ) میں آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی، اور بقیع قبرستان میں مدفون ہیں، آپ کی کل عمر تقریباً (۸۶) سال ہے۔

***

من أذكار الرُّكُوْعِ والسُّجُوْدِ

٧٦ -عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِيْ رُكُوْعِهِ و سُجُوْدِهِ: «سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ، رَبُّ الْمَلائِكَةِ وَالرُّوحِ». (صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٢٣ -(٤٨٧).

رکوع اور سجدہ کی دعا

۷۶- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ، رَبُّ الْمَلائِكَةِ وَالرُّوحِ'' کہا کرتے تھے۔

فوائد:

① ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمونہ بناتے ہوئے اپنے رکوع و سجدہ میں کبھی کبھی یہ دعا بھی پڑھے:

② سبوح کا معنی: سبوح یہ تسبیح سے بنا ہے جس کا معنی ہے جو چیز اللہ کے شایان شان نہیں ان تمام چیزوں سے اس کے ذات کی پاکی وعظمت بیان کرنا۔

قدوس کا معنی: اللہ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے۔

روح کا معنی: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں، تمام فرشتوں میں ان کو فضیلت حاصل ہونے کی وجہ سے بالخصوص ان کا یہاں ذکر ہوا ہے، اور اس کا بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ روح ہے جو ہر زندہ کے ساتھ قائم ہے یعنی فرشتوں کا رب اور روح کا رب ہے، اللہ اعلم۔

③ ظاہری طور پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ یہ پوری دعا رکوع میں پڑھتے تھے اور بعض اوقات سجدہ میں بھی پڑھتے تھے۔

④ اس حدیث سے پتہ چلا کہ رکوع میں ذکر اور دعا دونوں جمع ہوتی ہے اور اسی طرح سجدہ میں بھی، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رکوع میں رب کی تعظیم بیان کرو، اور سجدہ کی حالت میں دعا کی کوشش کرو، کیونکہ وہ تمہارے لئے قبولیت سے زیادہ قریب ہے''۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ سجدہ میں عموماً دعائیں ہوں اور رکوع میں غالباً ذکر و تعظیم اور ثنائے الٰہی ہو، اور نہ رکوع میں دعا مکروہ ہے اور نہ ہی سجدہ میں تعظیم۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 5

***

الإيمان بالله واليوم الآخر هما أساسٌ لكلِّ خير

٧٧ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ؛ فَلْيَقُلْ: خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ؛ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاَللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ؛ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ». (صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٤٧٥، وصحيح مسلم رقم الحديث ٧٤ -(٤٧)، واللفظ للبخاري).

اللہ اور آخرت پر ایمان لانا تمام بھلائی کی اساس ہے

۷۷-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ بھلائی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ پہنچائے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے''۔

فوائد:

① زبان کی حفاظت، جود وسخا اور احسان مندی کے باب میں یہ حدیث عظیم اصل ہے۔

② اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان یہ ہر بھلائی کی اساس اور بنیاد ہے اور ایک مسلمان کو یہی اللہ کی تعظیم کے ساتھ اس کے مراقبہ پر آمادہ کرتے ہیں۔

③ ہر وہ بھلائی کی گفتگو جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے اسی گفتگو کو استحبابی یا وجوبی طور پر کرنے کی اس حدیث میں ترغیب ہے۔

④ اسلام ہمسایہ کے حقوق اور اس کی عظمت وشان کا اہتمام کرتا ہے، اسی بنا پر اسلام نے پڑوسی کا احترام کرنے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور تکلیف نہ دینے کو ایک مسلمان پر واجب کیا ہے، پڑوسی چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم۔

⑤ مہمان کی تکریم کمال ایمان کا مظہر ہے، ساتھ ہی ساتھ اسلامی تعلیمات جس بلند وبالا اخلاق کی جانب دعوت دیتی ہے یہ اس کی روشن علامت ہے۔

راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

التحذير من التغفل

٧٨ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ عَـنِ الـنَّبِيِّ ﷺ أَنَّـهُ قَالَ: «لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ».

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٦١٣٣، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٦٣ -(٢٩٩٨)، واللفظ للبخاري).

غفلت سے بچنا

۷۸-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''مومن کو ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنگ نہیں لگ سکتا''۔

فوائد:

① اس حدیث کا مطالبہ ہے کہ ایک مسلمان دور اندیشی، دانشمندی اور بیدار مغزی کا مظاہرہ کرے، اور اسی جگہ سے دو بار دھوکا نہ کھائے، اور تغافل اور بار بار غلطی کرنے سے دور رہے۔

② اسباب کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک مسلمان اپنی عقل کا استعمال کرے اور

مسببات ونتائج کو اسباب سے ٹھیک سے جوڑ کر دیکھے، آپ ﷺ اسی کا حکم دیتے تھے، باوجود اس کے آپ خود اسباب اختیار کرتے، تدبیر کرتے اور پلاننگ کرتے اور حسب امکانات دشمنوں کا مقابلہ کرتے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 13

***

أفضل الدعاء لصاحب المعروف

٧٩ - عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ؛ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا؛ فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ».

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٢٠٣٥، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن جيد غريب، وصححه الألباني).

بھلائی کرنے والے کے حق میں افضل دعا

۷۹- اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے ”جزاک اللہ خیراً“ (اللہ تعالیٰ تم کو بہتر بدلا دے) کہا، اس نے اس کی پوری پوری تعریف کردی“۔

فوائد:

① جب کوئی شخص اپنے محسن کو حسن عوض دینے سے عاجز و قاصر ہو تو اس کے بدلے کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی اس کو دنیا و آخرت میں پورا پورا بدلہ دے،

اوراسے یوں دعادے: ''جزاک اللہ خیرا'' ''اللہ آپ کواس کابہتر بدلہ دے'' تو گویااس نے کامل شکرادا کردیااوراس کاپوراحق ادا کردیا۔

② بدلے کا تعلق لوگوں کے احوال کے مطابق ہے، کچھ لوگ تواسی کے برابر یا اس سے بھی زیادہ سے نوازتے ہیں، اور کچھ تو محض خیر و برکت کی دعاہی دے سکتے ہیں، قوم کے باعزت اور صاحب ثروت شخص کے لئے تومال کے علاوہ اس کے حق میں دعاکانذرانہ ہی بہتر ہے، حدیث کی روشنی میں محسن کے حق میں دعاکے افضل الفاظ یہ ہیں: ''جزاک اللہ خیرا'' جس کا مفہوم ہے اللہ آپ کو دنیاو آخرت کی بھلائیوں سے نوازے۔

راوی کاتعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر:36

***

وجوب التوبة إلى الله تعالى

٨٠ -عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْـنِ عُمَـرَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُمَـا, قَـالَ:
قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَـا أَيُّهَـا النَّـاسُ تُوْبُـوْا إِلَـى اللّٰهِ؛ فَـإِنِّيْ
أَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ». (صحيح مسلم، رقم الحديث ٤٢ -(٢٧٠٢).

اللہ سے توبہ کرنا واجب ہے

۸۰-عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو، میں دن میں سو بار اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں“۔

فوائد:

① توبہ اسلام کا اہم اصول ہے، اور افضل عبادات میں سے ہے جو اللہ کو بہت محبوب ہے، اسی وجہ سے ایک مسلمان سے گناہ واقع ہونے پر فوراً توبہ کرنا واجب ہے۔

② توبہ گناہوں کو مٹاتی، دلوں کو پاکیزہ بناتی، برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتی، اللہ کی محبت کا خوگر بناتی اور بدبختیوں سے نکال کر سعادت مندی سے بہرہ مند کرتی ہے۔

③ انسان پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ کی رحمتوں سے مایوس نہ ہو، اللہ کے ساتھ حسن ظن پر برقرار رہے، کیونکہ جب بندہ سچی توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

④ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ و معصیت کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہو اس سے توبہ کرنی چاہئے، اور توبہ کے چند شروط ہیں جب تک وہ مکمل طور پر نہ پائی جائیں توبہ اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتی اور وہ درج ذیل ہیں:

❶ توبہ خالص اللہ کی رضامندی کے لئے ہو اور اس سے دنیا کی کوئی لالچ یا لوگوں سے داد و تحسین حاصل کرنا مقصد نہ ہو۔

❷ معصیت کو جڑ سے ختم کرنا۔

❸ اپنے کئے ہوئے گناہوں پر پشیماں ہونا۔

❹ دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرنا۔

❺ اگر معصیت کا تعلق لوگوں کی حق تلفی سے ہو تو ان کے حقوق کو واپس کرنا۔

❻ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے، اور موت کی علامت ظاہر ہونے سے پہلے توبہ کرنا۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:22

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، والصلاة والسلام على رسول الله محمد، وعلى آله وصحبه وسلم.

***